قرآنی اسلوبِ حیات

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

قرآنی اسلوبِ حیات

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

Marfat.com

291-104
6285
124928
1

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2015ء

بار اول............1000

ہدیہ............200

ناشر............نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز
شوروم
ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
Email: zaviapublishers@gmail.com
042-37300642

صبح نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور	0423-7350476
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورانٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ باب الاسلام، فیضانِ مدینہ، حیدر آباد	0313-4812626
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فریدیہ، ھائی سٹریٹ ساھیوال	040-4226812

Marfat.com

انتساب

عزت مآب، چیف جسٹس

برادرم جواد ایس خواجہ

کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

۞	تمہید	11
	ا۔مثبت دینی اخلاقی صفات واوصاف	
۞	ایمان: مُؤْمِنِیْن	17
۞	اسلام، کامل فرمانبرداری: مُسْلِمِیْن	21
۞	پرہیزگاری، تقویٰ: اَلْمُتَّقِیْن	23
۞	اچھے کام: اَلصَّالِحِیْن	26
۞	حُسنِ سلوک: مُحْسِنِیْن	29
۞	صدق: صَادِقِیْن	32
۞	صبر: اَلصَّابِرِیْن	34

Marfat.com

❁	شکر: الشّاکِرِیْن	38
❁	توکّل: اَلْمُتَوَکِّلِیْن	39
❁	خاص قربِ خداوند تعالیٰ: مُقَرّبِیْن	41
❁	عبادت: عَابِدِیْن	43
❁	جہاد: اَلْمُجَاھِدِیْن	45
❁	ذکر: اَلذَّاکِرِیْن	47
❁	ہجرت: اَلْمُھَاجِرِیْن	50
❁	نماز: اَلْمُصَلِّیْن	53
❁	توبہ: اَلتَّوَّابِیْن	57
❁	صفائی اور پاکیزگی: مُتَطَھِّرِین	65
❁	وہ جو راہ پر ہیں: اَلْمُھْتَدِیْن	68
❁	کچھ دوسری مثبت خصوصیات	72
❁	فرمانبرداری (قَانِتِیْن)	74

Marfat.com

۞	خشوع (خاشِعِیْن)	74
۞	روزہ (اَلصَّائِمِیْن)	74
۞	تحمل وعفو (کَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ)	75
۞	کامیابی ومرادیابی (اَلْمُفْلِحُوْن، اَلْفَائِزُوْن)	76
۞	دیگر محاسن (اسلامی اسلوبِ حیات)	80
	۲۔ منفی (سلبی صفات)	
۞	کفر: اَلْکَافِرِین	105
۞	انکار: مُنْکِرِیْن	107
۞	شرک: اَلْمُشْرِکِیْن	108
۞	نفاق ومنافقت: اَلْمُنَافِقِیْن	110
۞	جَہل: اَلْجَاهِلِیْن	112
۞	جرم: مُجْرِمِیْن	114
۞	کِبر: مُتَکَبِّرِیْن، مُسْتَکْبِرِیْن	116

Marfat.com

❁	فسق: فَاسِقِیْن	120
❁	فساد: مُفْسِدِیْن	122
❁	تکذیب: مُکَذِّبِیْن	123
❁	ظلم: ظَالِمِیْن	125
❁	اسراف: مُسْرِفِیْن	128
❁	ضلال: اَلضَّالِّیْن	131
❁	خسارہ: اَلْخَاسِرِیْن	134
❁	اثم (گناہ) اٰثِمِیْن	135
❁	ذنب (گناہ) مُذْنِبِیْن	135
❁	حَرَج، جُنَاح	136
❁	خَطَا	136
❁	ظنی بات کرنا (خرص)	136
❁	اعراض: مُعْرِضُوْن	137

Marfat.com

❁	شک، تردد: اَلْمُمْتَرِین	137
❁	خُبث: اَلْخَبِیْثُوْن	138
❁	غفلت: غَافِلُوْن	139
❁	جھوٹ بنانا: مُفْتَرِین	139
❁	غیبت: (وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضاً)	140
❁	دیگر معائب ونواہی	141

۳۔ زمرہ لَا یَحْزَنُوْن

❁	صحیح عقیدہ اور صحیح عمل	149
❁	ہدایت کی پیروی	153
❁	خود سپردگی	155
❁	اللہ کی راہ میں خرچ کرنا	157
❁	مال کی خیرات: ہر موقع پر، ہر حال میں	160
❁	ایمان، اعمالِ صالح، نماز اور زکوٰۃ	162

Marfat.com

❁	شہداء (قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا)	164
❁	ایمان وعمل	166
❁	Total surrender to God! (کامل فرمانبرداری)	167
❁	ایمان اور تقویٰ	169
❁	No evil there! (لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْءُ)	172
❁	استقامت	174

❁❁❁

Marfat.com

تمہید

راقم جب اپنی کتاب ''حضرت شاہِ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ'' میں تعلیمات کے باب کے تحت فصل ''افکارِ اخلاق و سیاست'' لکھ رہا تھا تو اُس کی تمہید ان سطور سے یوں شروع کی:

''اخلاق و سیاست کے نظریات کے مصادر و محرکات دو ہیں یعنی حکمت الٰہیہ اور حکمتِ دنیا۔ حکمتِ الٰہیہ کے ماخذ قرآن و سنت ہیں اور حکمتِ دنیا کے محرکات وقت، ضرورت اور معاشرے کے تقاضے ہیں جو بدلتے رہتے ہیں۔ حکمتِ الٰہیہ کے مرید و مبلغ کے علم کی بنیاد چونکہ وحی و سنتِ نبوی ہے اس لئے اِس کے بنیادی قوانین و قواعد یعنی اصول ایمان و عقائد نہیں بدلتے۔ وقت اور ضرورت کی بناء پر نظریات کی تشکیل ہوتی رہتی ہے مگر کتاب و سنت کی روشنی میں۔ اور یہ کام دین کے اندر متکلمین کے سپرد ہوتا ہے جو حکمتِ الٰہیہ کے وارث ہیں اور دنیاوی ضروریات اور معاشرتی تقاضوں پر بھی اُن کی نظر رہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔''

موجودہ دور میں اخلاقی نظریوں اور رویوں کی تشکیل کے بارے میں یہ تبصرہ بھی لکھا:

Marfat.com

''آج کل کے لادینی دور میں حکمتِ دنیا کا راج ہے۔ ہر مقصد طمع وخیال اور حاجت وتقاضائے وقت کے پیشِ نظر طے ہونے لگا ہے۔ اس کے لئے اگر موقع ومحل مجبور کریں تو بے شک بنیادی اصول بھی بدل دیں اور وسائل و ذرائع کے جائز و ناجائز ہونے کا خیال بھی چھوڑ دیں۔ اس کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ حقیقت پسندی نے بصیرت وفراست کو بھی ایک طرف چھوڑ دیا ہے۔ بلا سے جو آگے بند گلی آ جائے۔

''چنانچہ مسلمان متکلمین نے دین و دنیا کو نظر میں رکھا اور اپنی حکمت نظری و عملی کو ترتیب دینے میں کامیاب ہو گئے۔''

(حضرت شاہ ہمدان، سید احمد سعید ہمدانی ص ۲۷۸، اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۱۲ء)

مسلمانوں کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ زندگی کے کسی عمل میں اگر قرآن وسنت میں کوئی واضح فیصلہ و فرمان موجود ہو تو اسے من وعن تسلیم کرنا پڑے گا۔ لہٰذا اسلامی اخلاق میں جن صفات و اوصاف کو احسن کہا گیا ہے، وہی احسن سمجھے جائیں گے اور جن اوصاف کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے انھیں یکسر چھوڑنا پڑے گا۔ اسی طرح جن اوصاف کی فضیلت بیان کی گئی ہے، ان کی فضیلت پر بھی کوئی سوال نہیں اُٹھایا جائے گا۔

قرآن وسنت کو محض تفہیم کے لئے الگ الگ دو ۲ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سنت کو اگر الگ نہ بھی کیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضرت عائشہؓ نے اسی بات کو اس طرح واضح فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل (سُنت) قرآن کے مطابق تھا۔

یہاں یہ بات واضح کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ راقم نے اس کتاب

Marfat.com

کو لکھتے ہوئے صرف قرآن مجید کے حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ ان کی تائید میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جس کا ریکارڈ احادیث میں موجود ہے) سے مثالیں دی جا سکتی تھیں بلکہ آگے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور علماء اولیاء اللہ کی زندگیوں سے کئی روایات و حکایات بھی نقل کی جا سکتی تھیں۔ مگر یہاں قرآن کی آیات کے حوالوں پر ہی بیان ختم کیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ پڑھنے والے ان آیات کو ہی قولِ فیصل سمجھ کر قبول کریں گے، اسی طرح وہ خود جب کبھی احادیث رسول اللہ اور تذکار اولیاء اللہ کا مطالعہ کریں گے تو انھیں کئی باتیں ان آیات کی تفسیر و تشریح میں مل جائیں گی۔

مردِ مسلمان کے مثبت دینی و اخلاقی اوصاف بھی قرآن مجید کے حوالوں سے لکھ دیے گئے ہیں اور ان کے ساتھ سلبی صفات بھی نقل کر دی گئی ہیں۔

بعض مفکرین نے اوصاف و اقدار کی درجہ بندی بھی کی ہے کہ اخلاقی حُسن و قبح میں کس کا کیا درجہ ہے۔ یہاں اس قسم کی کوئی تفریق و توجیہہ نہیں کی گئی ہے کیونکہ ہمارے خیال میں ہر صفت و وصف کی کڑیاں اس طرح ملی ہوتی ہیں اور اس طرح ایک دوسرے پر اثرانداز ہو رہی ہیں کہ ان کی ایسی وضاحت بعض اوقات دُور از کار نظر آتی ہے۔

آخری باب "زُمرۂ لَا یَحْزَنُونَ" میں ان آیات کو نقل کیا گیا ہے جن میں مومنین کے عملی اوصاف کے بعد ان کے عمل کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے یعنی لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (نہ ہی انھیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم) یعنی اگر مومنین ایسا عمل کرتے رہیں گے تو انھیں نہ تو مستقبل کا خوف ہو گا اور نہ ماضی کا کچھ غم ستائے گا۔

Marfat.com

اقبال نے دعا فرمائی تھی:

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لَا یَحْزَنُون کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

اقبال کے اس دعائیہ مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مرد مسلمان کی تکمیل کہاں پر ہوتی ہے۔ جب اُسے نہ غم ستاتا ہے اور نہ ہی خوف، تو پھر وہ پہنچ گیا۔ نیز جب ایک مسلمان خرد کی گتھیاں (دنیاداری کے تمام مسائل) سلجھا لیتا ہے تو پھر اسے جذبِ دروں کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور پھر وہ صاحبِ جنون ہونے کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اب وہ بندۂ آزاد ہے، انسانِ کامل کے لَا یَحْزَنُونْ ہونے کی عملی شرائط قرآن نے واضح طور پر بیان فرمادی ہیں۔

• سیّد احمد سعید ہمدانی

❀❀❀

Marfat.com

مُثبت دِینی اخلاقی صفات واوصاف

Marfat.com

Marfat.com

ایمان: مُؤۡمِنِیۡنَ

اخلاقی و روحانی لحاظ سے کردار سازی کے عمل میں اسلامی تعلیم کی رُو سے ایمان کو اولیت حاصل ہے۔ ایمان کے معنی ہیں: کسی بات کو سچا سمجھ کر مان لینا۔ اِن معنوں میں کوئی ذی شعور آدمی ایسا نہیں ہے جو ایمان نہ پاسکے۔ حضرت شیخ الاکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل عطا کی ہے اور باوجود اپنی سب حدود و قیود کے عقل میں یہ استعداد رکھی ہے کہ وہ سچ کو قبول کر لیتی ہے اور اسے مان لیتی ہے۔

وہ لوگ جو دنیا میں احتیاط سے بنا سنوار کر زندگی بسر کرتے ہیں (مُتَّقِیۡنَ)، ان کے بارے میں کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں "جو بن دیکھے ایمان لائیں" (اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ) غیب سے مراد ایسی باتیں ہیں جن کو انسان نہیں جان سکتے تھے اگر انھیں پیغمبر خدا سے آگہی پاکر اُن کو نہ بتاتے۔ جیسے توحید، رسالت، آخرت، فرشتے، وحی کا نظام اور تقدیر وغیرہ پیغمبروں کی تبلیغ، مجلس اور صحبت سے لوگ ان کو سمجھ لیتے ہیں، ان کو مان لیتے ہیں اور پھر ان کی روشنی میں زندگی میں عمل پیرا ہوتے ہیں۔

صوفیاء و متکلمین، انھیں مابعد الطبیعاتی عقائد بھی کہتے ہیں جن کی تفصیل آگے جا کر عالم کشف و شہود میں جا کر کھلتی ہے۔

یوں دیکھیں تو اسلامی معاشرے میں ہر فرد پہلے اپنے ارد گرد کے لوگوں میں

Marfat.com

رہ کر یہ عقائد سیکھتا ہے۔ اسے ایمان تقلیدی کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے مسلم معاشرے میں پیدا ہونے والا فرد خوش قسمت ہے کہ اسے فوراً آگے کے لئے راستہ مل جاتا ہے۔ البتہ غیر مسلم معاشرے میں نشوونما اور تربیت پانے والے لوگوں کو بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ وہ اس طریق پر آ کر ان بنیادی عقائد کو سمجھیں اور عمل کریں۔ بس اس موقع پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے علم و عمل کی توفیق دے۔

یہی ایمان تقلیدی ایک مسلمان کے لئے نکتۂ آغاز کا کام دیتا ہے اور جب وہ آگے بڑھتا ہے تو کئی باتیں عقل سے اُسے سمجھ آتی ہیں اور اگر کسی عالم، عارف یا ولی کی مجلس و صُحبت میں جا پہنچا تو کشف و شہود سے ان باتوں پر از سرِنو ایمان لاتا ہے (ایمانِ تحقیقی)، اصطلاحاً ایمان کے لئے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ زبان سے بنیادی عقائد کا اقرار کرنا اور دل سے ماننا اور پھر اخلاص کے ساتھ عمل پیرا ہونا۔

کوئی آدمی کوئی شرف حاصل نہیں کر سکتا اگر وہ ایمان نہیں رکھتا۔ ایمان کے بغیر عمل بے ثمر رہتا ہے مگر وہی عمل ایمان کے ساتھ بارآور ہو جاتا ہے۔

فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾

"اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے اس رسول پر اتاری اور اُس کتاب پر جو پہلے

Marfat.com

اتاری، اور جو نہ مانے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دُور کی گمراہی میں پڑا۔"

(قرآن مجید ۴:۱۳۶)

فرمایا:

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾

"اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے۔ اگر تمہیں یقین ہو۔" (اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) (قرآن مجید ۵۷:۸)

اور فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

"اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں (مُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ) کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں رواں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے

Marfat.com

باغوں میں، اور اللہ کی رضا سب سے بڑی، یہی ہے بڑی مراد (فَوْزُ الْعَظِیْمُ) پانی۔" (قرآن مجید ۹:۷۲)

ظاہر ہے کہ اگر ایمان ہے تو آگے سب کچھ ہے اور اگر ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں، پھر خسارہ ہی خسارہ ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

اسلام، کامل فرمانبرداری: مُّسْلِمِیْنَ

Road to Mecca والے محمد اسد مرحوم نے خاص طور پر یہ بات سامنے رکھی کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اولین مخاطب عربوں نے لفظ اسلام سنا ہوگا تو اہلِ زبان کی حیثیت سے اُن کے دل و دماغ میں سُنتے ہی اس کا کیا مفہوم آیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ وہی جو اس کے لُغوی معنیٰ ہیں:

Total surrender to God کامل فرمانبرداری، اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ سے ملنے والے احکام کی بلا چون و چرا تعمیل، اللہ کے حضور تسلیم و خود سپردگی۔

ہر پیغمبر نے بنی نوع انسان کو یہی تعلیم دی!

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۣ

"بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔" (قرآن مجید ۳:۱۹)

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ
وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾

"اور جو اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے گا، وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔"

(قرآن مجید ۳:۸۵)

Marfat.com

پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے لائے ہوئے مذہب کو دین اسلام ہی کہا اور تمام مذاہب میں اس کو اسی نام سے جانا پہچانا گیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''

(قرآن مجید ۵:۳)

پھر اسلام میں سلامتی کا مفہوم بھی ہے۔ السلام و اِسلام کا مصدر ایک ہے۔ مسلمان کی ایک تعریف یہ بھی بتائی گئی کہ وہ کہیں جائے، اپنی طرف سے دوسروں کے لئے سلامتی کا اعلان کرتا جائے اور اُس کے ہاتھوں کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ اسی لئے ایک مسلمان کا یہ شعار ہوتا ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے اور جس سے ملتا ہے، اُسے ''السلام علیکم'' کہتا ہے۔ گویا وہ اُسے پہلے ہی بتا دیتا ہے کہ میری طرف سے تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے، امن ہی امن ہے۔

❀❀❀

۱۳۷۹۴۸

Marfat.com

پرہیزگاری، تقویٰ: اَلْمُتَّقِیْنَ

قرآن مجید میں متقی لوگوں کی تعریف کی گئی ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

"کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر، اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں، اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں۔ اور صبر کرنے والے مصیبت

Marfat.com

اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات پکی کی اور یہی پرہیزگار ہیں (اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ)"(۲:۱۷۷)

اللہ تعالیٰ اُنھی کی مدد کرتا ہے اور اُنھی کو خلافت سے سرفراز کرتا ہے جو متقی ہیں:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

"اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔ (اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾)"(۲:۱۹۴)

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

"موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ کی مدد چاہو، اور صبر کرو۔ بے شک زمین کا مالک اللہ ہے۔ اپنے بندوں میں جسے چاہے، وارث بنائے اور آخر میدان پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔"(۷:۱۲۸)

قرآن مجید میں ایسا حکم جا بجا ملتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

"اور اللہ سے ڈرتے رہو (وَاتَّقُوا اللّٰهَ) اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔"(۲:۲۳۳)

تقویٰ کا مفہوم پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اگر ترتیب کے لحاظ سے تقویٰ کا درجہ دیکھیں تو گویہاں تیسرے درجہ پر اس کا بیان ہو رہا ہے۔ مگر ایمان کے بارے میں جو بات ہوئی تو تب بھی تقویٰ لازم ٹھہرا۔

Marfat.com

جب کتاب کی اہمیت بیان ہوئی تو فرمایا، یہ ہدایت ہے متقین کے لئے۔

ظاہر ہے ایمان، اسلام اور تقویٰ سب لازم و ملزوم ہیں۔گویا عمل میں تقویٰ نہیں تو انسانی کردار کا ارتقا ناممکن ہے۔

عام حکمت عملی کی روشنی میں بھی غور کریں تو زندگی بہت قیمتی اور قابل قدر نعمت ہے، یہ قدرت کا عطیہ ہے۔اس کے برتنے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، ہمارے ہاں اسلامی اصطلاح میں یہی تقویٰ ہے۔

ہمارے شاعروں نے بھی تخیل کے زور میں کچھ ایسی ہی احتیاط کا ذکر کیا ہے:

آہستہ خرام، بلکہ مخرام
زیرِ قدمت ہزار جان است

(امیر خسرو)

(آہستہ چل بلکہ مت چل، تیرے قدموں کے نیچے ہزار روحیں ہیں)

ٹک سانس بھی لے آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کار گہِ شیشہ گری کا

(میر)

تمہارے ہاتھ میں جو چراغ ہے کہیں تمہاری بے احتیاطی سے بُجھ نہ جائے:

چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے!

❀❀❀

Marfat.com

اچھے کام: اَلصّٰلِحِیْن

اچھے کام وہی ہوتے ہیں جو اچھی نیت سے کیے جائیں، اس طرح سے کام کرنے والے لوگوں کو قرآن نے صالحین کہا ہے۔ گویا مومنین، مسلمین اور متقین وہی ہیں جو اچھے اور ٹھیک کام کرتے ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں اور انھی کو دنیا و آخرت میں اجرِ خیر ملتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٨

''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔'' (قرآن مجید ۴۱:۸)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝٢٩

''وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔''

(۱۳:۲۹)

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٤٠

''جو برا کام کرے، تو اُسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی۔ اور جو اچھا کرم

Marfat.com

کرے (مَنْ عَمِلَ صَالِحاً) مرد خواہ عورت، اور ہو مسلمان، تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے، وہاں بے گنتی رزق پائیں گے۔" (۴۰:۴۰)

متعدد آیات قرآنی میں یہ باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔ صالحین وہ ہیں جو نیکی کے کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾

"اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ لائق ہیں (و اُولٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ)" (۳:۱۱۴)

اللہ کی نظروں میں یہی نیکو کار لوگ قیادت وسیاست وریاست کے مستحق ہیں:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾

"اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے (عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ) (۲۱:۱۰۵)

صالح لوگوں کے مددگار بھی صالح لوگ ہوں گے۔ آج کے دور کے جمہوری نظام حکومت کے سیاق وسباق میں نمائندے بھی صالح بندے ہونے چاہئیں

Marfat.com

اور اُن کے ساتھ نظامِ حکومت میں شریک بھی نیک لوگ ہی ہونے چاہئیں:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝٩

''اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ضرور ہم اُنھیں نیکوں میں شامل کریں گے (لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ)'' (٩:٢٩)

❀❀❀

Marfat.com

حُسنِ سلوک: مُحسِنِین

حُسنِ سلوک ایک بہت بڑی اخلاقی معاشرتی قدر ہے۔ وہ لوگ جو بہت حلیم و کریم ہیں، حسنِ سلوک کرنے والے (مُحسِنِین) سب سے بڑھ کر ہیں:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

"وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، خوشی میں اور رنج میں، اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے اور نیک لوگ (مُحسِنِین) اللہ کے محبوب ہیں۔" (قرآن مجید ۳: ۱۳۴)

ٹھیک ہے کہ متقی اور مومن بندے خیرات کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف بھی کر دیتے ہیں۔ مگر محسنین کا درجہ ان سب سے ارفع اور بلند ہے کہ وہ نیکیوں میں اِن سے بڑھ کر لوگوں سے حسن سلوک بھی کرتے ہیں۔ ایک مثال اس بارے میں حضرت امام زین العابدینؒ کی دہرائی گئی ہے کہ ایک لونڈی آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ لوٹا اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آپ پر گرا۔ مگر اُس نے فوراً کہا: الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ (غصہ کے ضبط کرنے والے) آپ کا غصہ دور ہو گیا تو اس نے پڑھا: اَلْعَافِيْنَ عَنِ النَّاس (لوگوں کو معاف کرنے والے) آپ نے فرمایا، میں نے

Marfat.com

تمہیں معاف کر دیا۔ لونڈی بھی مومن اور متقی لوگوں کے اخلاق وصفات عالیہ سے آشنا تھی، اُس نے کہا:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

آپ نے فرمایا: جا، میں نے تجھے آزاد کیا۔

یہ غصہ پینے اور معاف کرنے کے بعد ایک اعلیٰ صفت ہے کہ وہ لوگ پھر حُسنِ سلوک کرتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام جب اپنے تئیں بھائیوں پر ظاہر کرتے ہیں اور وہ ہکا بکا کھڑے ہوتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں:

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

''بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا (قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا) بے شک جو پرہیزگاری اور صبر کرے، تو اللہ نیکوں کا نیک انعام (اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ) ضائع نہیں کرتا۔'' (۱۲:۹۰)

معلوم ہوا، تقویٰ اور صبر محسنین کی خصوصیات میں سے ہیں۔

اسی طرح محسنین کی ایک صفت کی طرف اشارہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

''اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ضرور ہم اُنھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے

Marfat.com

(لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ)''(۶۹:۲۹)

جو بھی اللہ کی معرفت پانے کی کوشش کرے گا، اس کے لئے محنت کرے گا، اللہ اُس کی مدد کرے گا۔ معیّت کا یہاں یہی مفہوم ہے۔ ایک مفسر نے یہاں مُحْسِنِيْن کے معنی خلوص والے لکھے ہیں۔

❀❀❀

Marfat.com

صِدق: صَادِقِین

جب اللہ کا رسول ﷺ اپنے سامنے مخاطبین کو اللہ کا کلام سنا رہا تھا تو صادقین سے اس کی مراد یہ تھی کہ تم سچ تو مان رہے ہو مگر عمل سے ثابت کرو کہ کیا واقعی تم سچ پر قائم رہتے ہوئے سچے لوگوں کی مدد بھی کر رہے ہو:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

''ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے ہیں (هُمُ الصَّادِقُوْن)'' (قرآن مجید ۴۹:۱۵)

گویا ایمان کے ساتھ تصدیق لازم ہے اور کمالِ تصدیق کا عمل سے ہی اظہار ہوتا ہے۔

مہاجرین جنھیں اپنے دین کو بچانے کے لئے گھروں سے نکلنا پڑا بلکہ اُنھیں ہجرت پر مجبور کر دیا گیا:

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

Marfat.com

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

"جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گے، اللہ کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں۔ (اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْن)" (۸:۵۹)

ایمان اور تقویٰ رکھنے والوں کو حکم ہوتا ہے کہ راست بازوں کے ساتھ رہو اور ان کی مدد کرو:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۱۹

"اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔" (۱۱۹:۹)

قیامت کے دن سچے، راست رو، راست گو اور راست باز ہی سرخرو ہوں گے:

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۹

"اللہ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا، ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی! یہ ہے بڑی کامیابی!" (۱۱۹:۵)

❁❁❁

Marfat.com

صبر: اَلصَّابِرِیْن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

''اے ایمان والو، صبر اور نماز سے مدد چاہو، بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔'' (قرآن مجید ۲:۱۵۳)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾

''اور اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔'' (۸:۴۶)

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

''اگر تم میں سو صبر والے ہوں، دو سو پر غالب آئیں گے، اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں تو وہ دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم

Marfat.com

سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔" (۸:۶۶)

وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾

"اور تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔" (۱۶:۱۲۶)

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ۔ یہ اللہ کی معیت مومنوں کی نصرت اور اعانت کے معنوں میں ہے۔ وہ سب لوگ جو صبر کرتے ہیں، اللہ ان کی مدد کرتا ہے اور اُنھیں کامیابی سے نوازتا ہے۔

قرآن مجید میں صبر کا لفظ بڑے جامع معنوں میں استعمال ہوا ہے:

کسی مشکل اور مہم کے دوران میں آدمی ضبط قائم رکھے۔ یعنی disciplined رہے اور پرسکون اور composed، تو یہ صبر ہے۔

ہر صورت حال میں عقل اور شریعت کی روشنی میں عمل پیرا ہو تو یہ بھی صبر ہے۔

خطرناک صورت حال میں مستقل مزاجی اختیار کرنا، جنگ میں ڈٹے رہنا بھی صبر ہے۔

روزہ کے دوران میں ضبط بھی صبر ہے۔

اللہ یہ بھی فرماتا ہے کہ صبر ہے بڑا مشکل۔ پھر اس کے ساتھ دعا اور نماز کو شامل رکھنا چاہیے:

وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾

"اور صبر اور نماز سے مدد چاہو، اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر نہیں جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔" (۲:۴۵)

Marfat.com

صلوٰۃ (دعا اور نماز) کی طرف مائل ہونا بھی مشکل ہے۔ اسی لئے اسے اللہ کی توفیق سے ہی ممکن کہا گیا ہے۔

اگر کوئی قومی مہم ہو یعنی جہاد کا معاملہ ہو تو پھر صبر کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیاری اور محافظت بھی ضروری ہے۔

• جہاد میں صبر کے ساتھ تقویٰ اور اللہ کی مدد:

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

"ہاں کیوں نہیں، اگر تم صبر اور تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔" (۳:۱۲۵)

نشانِ راہ یہی فرمانِ خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

اور اللہ کی طرف سے بشارت:

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى

Marfat.com

الدَّارِ ﴿۲۲﴾

''اور وہ جنھوں نے صبر کیا

اپنے رب کی رضا چاہنے کو

اور نماز قائم رکھی

اور ہمارے دیے سے ہماری راہ میں

چُھپے اور ظاہر خرچ کیا۔

اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں۔

اُنھی کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے۔

بسنے کے لئے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے

اور جو لائق ہیں، ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں اور فرشتے

ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

(سلامتی ہو تم پر

تمہارے صبر کا بدلہ،

تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا) (۱۳:۲۲-۲۴)

❀❀❀

Marfat.com

شکر: اَلشّٰاکِرِیْن

شکر نعمت کا پہچاننا، اور اُس کا پھیلانا ہے۔ بندہ دل سے بھی شکر کرے۔ زبان سے بھی اور اپنے تمام اعضاء سے بھی۔

جب آدمی اس طرح شکر کرتا ہے تو اللہ اُسے زیادہ دیتا ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔" (۱۴:۷)

اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے سب تمہارے لئے پیدا کیا پس شکر ادا کرو۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۱۱۴

"تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اُسے پوجتے ہو۔" (۱۶:۱۱۴)

❀❀❀

Marfat.com

توکّل: اَلۡمُتَوَکِّلِیۡن

توکل کے معنی ہیں اللہ پر پورا اعتماد کرنا۔ قرآن مجید نے اسے مومنوں اور مسلمانوں کی صفت کے طور پر بیان فرمایا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝١١

"اور اللہ سے ڈرو اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے۔" (۵:۱۱)

تقویٰ اور توکل دونوں ایمان کا نتیجہ ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝١٣

"اللہ ہے جس کے سوا کوئی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان لانے والے بھروسا کریں۔" (۶۴:۱۳)

وَقَالَ مُوۡسٰى يٰقَوۡمِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ ۝٨٤

"اور موسیٰ نے کہا، اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اُسی پر بھروسا کرو اگر تم اسلام رکھتے ہو (اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ)"

(۱۰:۸۴)

توکُّل ایک مستقل سنت بھی ہے جو توکل کرنے والے کو اسی نام (متوکّل) سے موسوم کرتی ہے۔ یعقوب علیہ السلام کہتے ہیں:

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۚ وَعَلَيۡهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ۝٦٧

Marfat.com

"حکم تو سب اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور بھروسا کرنے والوں کو اُسی پر بھروسا ہے۔ (وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾) " (۱۲:۶۷)

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾

"تم فرماؤ، اللہ مجھے کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کریں۔"

(۳۹:۳۸)

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾

"اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کرو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک توکل کرنے والے اللہ کو پیارے ہیں (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾) " (۳:۱۵۹)

صوفیا نے بھی اسی حد تک ہی تشریح کی ہے۔ شاہ محمد ذوقی "توکل کے معنی لکھتے ہیں: "خدا پر بھروسہ کرنا اور اپنے جملہ امور خدا کے سپرد کر دینا۔" (سرِّ دلبراں ص ۱۲۲)

وہ کہتے ہیں کہ چونکہ "حق تعالیٰ بندہ کی مصلحتوں کو بندہ سے بہتر جانتا ہے۔ متوکل خوب سمجھتا ہے کہ بے فائدہ محنت میں اپنا نفس ہلاک کرنا حماقت ہے۔"

(ایضاً ص ۱۲۳)

توکل کے ساتھ سعی یا کوشش کی نفی نہیں ہوتی بلکہ سعی یا کوشش کے ساتھ توکل کا تعلق یوں ہے کہ کوشش اور محنت کے بعد توکل کا مفہوم کھلتا ہے کیونکہ عمل کے بعد نتیجہ خدا کے سپرد کر دینا ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ کر توکل کرو۔

Marfat.com

خاص قُربِ خداوند تعالیٰ: مُقرَّبِین

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد دیکھا جائے تو جن لوگوں نے اللہ کو پانے (معرفت ووصال) کی کوشش کی۔ اُنھیں ہم صوفیاء کہتے ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (ابوالحفص) نے عوارف المعارف میں بتایا کہ وہ اِن لوگوں کو صوفی کہہ رہے ہیں کہ اب یہی نام مروج ہے ورنہ اصل میں اس گروہ کو مقربین کہنا چاہیے۔ اللہ نے فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۴﴾

''اور جو سبقت لے گئے۔ وہ تو سبقت ہی لے گئے، وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ چین کے باغوں میں، اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔'' (قرآن مجید ۵۶:۱۱)

''اگلوں میں سے ایک گروہ'' کے معنیٰ بعض مفسرین نے یہ لئے ہیں کہ یہاں سابقون السابقون مہاجرین وانصار کی ایک کثیر تعداد ہے اور پچھلوں میں سے جو نسبت کے لحاظ سے اس درجے تک پہنچے یعنی اولیاء اللہ، سابقون الاولون شمار ہوتے ہیں مگر اُس پہلے گروہ سے درجہ میں کم ہیں۔

Marfat.com

دوسرے مفسرین نے کہا کہ نہیں۔ اگلوں میں سے ایک بہت بڑے گروہ (ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ساری اگلی امتوں کے لوگ ہیں: ان کے انبیاء کرام اور دیگر صالحین۔ پچھلوں میں سے ایک گروہ (ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ) میں امت محمدیہ کے سارے ''اولیاء امت اور متقین کاملین'' مراد ہیں۔

ویسے دیکھا جائے تو اللہ ہر بندے کے قریب ہے مگر اُس کے قرب کے ثمرات سے وہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو اُس کو پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

''اور جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں (فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ) دعا قبول کرتا ہوں، پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ تو انھیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔'' (قرآن مجید ۲:۱۸۶)

قرب حاصل کرنے کی شرائط: ایمان، اطاعتِ حکمِ الٰہی اور راہ پر چلنا۔

اللہ کا قرب ملتا ہے تو اُس کی نصرت بھی قریب آ جاتی ہے:

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

''سن لو، بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔'' (۲:۲۱۴)

❀❀❀

Marfat.com

عبادت: عَابِدِیْن

اللہ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾

''اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے ہیں کہ میری بندگی کریں۔''

(قرآن مجید ۵۱:۵۶)

عبادت (بندگی) کا لفظ قرآن مجید میں وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں عبادت سے مراد عبادت پنجگانہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک طرح سے تمام احکامِ الٰہی کی اطاعت اس میں آ جاتی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بات یوں واضح کی ہے:

''عبادات سے یہاں مراد فقہ کی کتاب العبادات والی عبادت پنجگانہ مراد نہیں، بلکہ اپنے وسیع مفہوم میں طلبِ رضاءِ الٰہی کے مرادف مراد ہے۔ امام رازی نے کہا ہے کہ ساری عبادتوں کا خلاصہ دو چیزیں ہیں، ایک امرِ الٰہی کی تعظیم، دوسرے خلق اللہ پر شفقت...... دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ کی ادائیگی، حقوق العباد کی ادائیگی۔ مخلوقات میں یہ دو قسمیں ایسی ہیں جن میں خالق نے اپنے بندوں کے لئے پورا احساس ذمہ داری رکھ دیا ہے...... پورے طور پر ذمہ دار ہستیاں بنا کر یہی دو مخلوق دنیا میں بھیجی گئی ہیں۔ ان کی اپنی تکمیل ذات کے لئے یہ لازمی ہے کہ یہ جو کچھ بھی کریں، عبادت ہی کی راہ سے کریں۔'' (تفسیر و ترجمہ ص ۱۰۴۵)

Marfat.com

کئی پیغمبروں نے اپنی قوموں کو اللہ کے احکام کی طرف بلایا تو یہی کہا کہ اللہ کی بندگی کرو۔ (اعْبُدُوا اللّٰهَ)

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾

"پس اللہ کے لئے سجدہ اور بندگی کرو" (٥٣:٦٢)

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾

"بے شک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے، تو اسی کو پُوجو، یہ ہے سیدھا راستہ (هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾)" (٣:٥١)

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٣﴾

"اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب اور اُسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے۔ تو اسی کی بندگی کرو اور اس پر بھروسا رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔" (١١:١٢٣)

آخر میں پھر اس آیت پر ایک نظر ڈالئے، وہاں جو فرمایا کہ جن اور انسان کو پیدا کیا کہ اسی کی عبادت کریں (لِيَعْبُدُوْنِ) تو صوفیاء نے اِس کے تفسیری معنی کیے ہیں: لِيَعْرِفُوْنِ، کہ اُس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ اُن پر اپنی معرفت کے دروازے کھول دے گا اور وہ اس کا قرب پالیں گے گویا یہ انسان کی تکمیلِ ذات کا ایک پوائنٹ ہے جو انسان کے روحانی ارتقاء کا اہم مقام ہے۔

Marfat.com

جہاد: اَلْمُجَاهِدِیْنَ

دشمن کے خلاف پوری قوت اور طاقت کے ساتھ مقابلہ کرنا جہاد کہلاتا ہے......

ہجرت کے معاً بعد کے شروع سالوں میں ہی جہاد کی تعریف سب کو معلوم ہو گئی تھی۔ اس زمانے میں کفار مکہ اور دیگر دشمنان اسلام سے جنگیں ہو رہی تھیں۔ سو ان کو جہاد کہا گیا اور ضرورت وقت کے مطابق اس پر زور دیا گیا کہ دشمنوں سے مقابلہ مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ہی یہ بھی بتاتے رہے کہ جہاد صرف یہیں تک محدود نہیں، گو قتال وقت کا اہم ترین تقاضا ہے مگر جہاد وہ بھی ہے کہ اپنے نفس سے جہاد کرو اور شیطان (اندرونی اور بیرونی منفی قوتوں) سے جہاد کرو۔

ان آیات میں تینوں قسم کے جہاد کا ذکر آ گیا ہے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔" (۲۲:۷۸)

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط

"اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے۔" (۹:۴۱)

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ سے واپس آ رہے تھے تو فرمایا:

"تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہو۔"

Marfat.com

یہاں بڑے جہاد (جِهَادُ الْاَ کْبَر) سے مراد صوفیاء کی اصطلاح میں مجاہدۂ نفس ہے۔ اپنی عادتوں کا تبدیل کرنا، طبیعت کے خلاف دین پر عمل پیرا ہونا، اپنی پسند اور ناپسند کو چھوڑ کر اللہ کے حکم کو پسند کر کے کام کرنا، یہ بھی جہاد کبیر ہے۔

یوں دیکھا جائے تو مسلمانوں میں ہر فرد مجاہد ہے۔ ایک تو وہ ضرورت پڑنے پر دشمن کے ساتھ منظم ہو کر لڑنے کو تیار ہے اور دوسرے وہ اپنی جگہ پر ایک warrior کی طرح پوری آگہی کے ساتھ اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے خلاف نبرد آزما رہتا ہے۔ ایسا آدمی ہر حال میں مجاہد ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے:

"اپنی خواہشات سے اس طرح جہاد کرو جس طرح اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے ہو۔"

❀❀❀

Marfat.com

ذِکر: اَلذّاکِرِیْن

ذکر سے مراد ہے اللہ کو ہر حال میں ہر وقت یاد رکھنا۔ قرآن مجید میں ذکر کرنے کی اس لئے تاکید کی گئی ہے کہ ہر عبادت کا مقصد ذکر ہے۔ اگر تمام آداب و لوازمات کے ساتھ اللہ کو یاد رکھا جائے تو دلوں کو اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾

''وہ جو ایمان لائے اوران کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو، اللہ کی یاد میں دلوں کا چین ہے۔''

(قرآن مجید ۱۳:۲۸)

پھر ایک دین دار کے لئے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں ہے کہ اللہ بھی اسے یاد رکھتا ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ اللہ کا یاد کرنا ذکر کرنے والے کا چرچا کرنا مراد ہے:

فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

''تو میری یاد کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا (اَذْكُرْكُمْ) اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔'' (قرآن مجید ۲:۱۵۲)

کبھی بھی کوئی شغل یا کاروبار بندے کو ذکر سے غافل نہ کرے۔ یہی روحانی تکمیل کی نشانی ہے:

Marfat.com

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ۝٩

"اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے، تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔" (قرآن مجید ۶۳:۹)

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے جو تمام اخلاقی و روحانی خوبیاں رکھتے ہیں/رکھتی ہیں اور خاص طور پر ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ (قرآن مجید ۳۳:۳۵)

اسی لئے تصوف کی بنیاد ذکر پر رکھی گئی۔ ذکر سے مراد صرف زبان سے ذکر نہیں بلکہ قلب کا ذکر مراد ہے۔ تمام انسانی قویٰ پر ذکر چھا جائے جسے سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر اس قدر اہم ہے کہ سب کچھ کرتے رہو مگر ذکر چھوڑ دو تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ صوفیا کے نزدیک انسان کی روحانی زندگی کا ارتقاء ذکر سے ہی شروع ہوتا ہے، ذکر کے ساتھ ہی جاری رہتا ہے۔ اور اس کی تکمیل بھی ذکر کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرمادیا گیا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝٤١

"اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اُس کی پاکی بولو۔"

(قرآن مجید ۳۳:۴۱)

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ ٱلذِّكْرَىٰ ۝٩

"تو تم نصیحت فرماؤ، اگر نصیحت کام دے۔" (قرآن مجید ۸۷:۹)

Marfat.com

ذکر کو نصیحت کہا گیا ہے۔ یہ جو صوفیاء کسی لفظ یا دعا کو بار بار دہرانے کے لئے کہتے ہیں اور اُسے ذکر کا نام دیتے ہیں تو یہ ذکر ایک لحاظ سے اپنے آپ کو یاد دلانے کے لئے ہوتا ہے کہ اللہ سے غافل نہ رہو۔ انگلش میں اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے: Remind them if reminder helps تو اپنے آپ کو یاد دلانے کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ علامہ آئی آئی قاضی نے فرمایا:

Zikr does not necessary mean saying or repeating words again and again. It is a matter of art how to remind yourself.

(ذکر کا لازمی طور پر مفہوم یہ نہیں ہے کہ لفظوں کو بار بار دہراتے یا کہتے رہیں۔ یہ تو اپنے آپ کو یاد دلانے کے فن کا معاملہ ہے)

Speaches Allama I.I.Kazi, P. 236 Royat Book Company, Karachi, 1997

❀❀❀

Marfat.com

ہجرت: اَلْمُهَاجِرِيْنَ

ہجرت کے بارے میں قرآن مجید کی آیات سے واضح ہے کہ جہاں ایمان اور اسلام کے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے یا ایک مسلمان اسلامی اقدار کی پاس داری کرتے ہوئے زندگی بسر نہ کر سکے تو اُسے وہ جگہ چھوڑ دینی چاہیے اور کسی ایسی جگہ چلے جانا چاہیے جہاں وہ اپنے دینی عقائد کے ساتھ اعمال صالح بجالا سکے۔ اسی لئے دینی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے کہا گیا۔ کہ دارالکفر سے نکل کر دارالایمان میں چلے جانا ہجرت ہے۔ قرآن مجید میں بتایا گیا کہ جہاد کرنے والے اور ہجرت کرنے والے اللہ کی رحمت کے مستحق ہو جاتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

"وہ جو ایمان لائے اور وہ جنھوں نے اللہ کے لئے اپنے گھربار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے، وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (۲:۲۱۸)

جو اپنی دینی و دنیاوی اقدار کی حفاظت کے لئے ہجرت کرتے ہیں، اللہ ان کی مدد فرماتا ہے اور وہی کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ فرمایا:

Marfat.com

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ
صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

"اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب، مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مدد گار غلبہ دے۔" (۱۷:۸۰)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

"وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے، اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے۔ اور وہی مراد کو پہنچے۔" (۹:۲۰)

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

"اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر، ضرور ہم انھیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے، کسی طرح لوگ جانتے!" (۱۶:۴۱)

جب حالات ناقابل برداشت ہو جائیں تو اللہ نے بڑی تاکید سے ہجرت کی طرف رغبت دلائی ہے۔ اور خاص طور پر بتایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہجرت کے بعد کٹے

Marfat.com

ہوئے درخت کی طرح ہو جائیں گے، ایسا نہیں ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

"اور جو اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑ کر نکلے گا، وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا، اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا، پھر اسے موت نے آ لیا تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(قرآن مجید ۴:۱۰۰)

آج کل جو لوگ طمع اور ڈر کے ماحول میں ملازمت میں خطرہ محسوس کرتے ہیں یا تبادلے اور ترقی کی منسوخی سے ڈر کر حاکموں کی ناجائز خدمت کے لئے رشوت لینے پر مجبور ہیں، اُنھیں ضرور وہ جگہ چھوڑ دینی چاہیے۔ اُن کے لئے یہی ہجرت ہے!

❁❁❁

Marfat.com

نماز: اَلْمُصَلِّیْن

حدیث میں نماز کو معراج کہا گیا ہے۔ دینی زندگی میں عروج اور کمال نماز سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے نماز کی اتنی پابندی کی کہ یہ ان کی عادت بن گئی اور جب تک وہ نماز وقت پر نہ پڑھ لیں، اُنھیں چین نہیں آتا۔

قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس کا معنی دُعا بھی ہے اور اس سے مراد وہ نماز بھی ہے جو تمام مسلمانوں پر وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (پابندیِ وقت کے ساتھ فرض)۔ آج کل کے بعض آزاد خیال دانش ور جو مسلم بھی کہلوانا چاہتے ہیں اور ساتھ غیر مسلم بھی رہنا چاہتے ہیں، صلوٰۃ کے معنوں کو سیاق و سباق سے الگ کر کے خود بھی خوار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خوار کرتے ہیں۔

نماز کی فرضیت اس قدر اہم ہے کہ جنگ کے عالم میں بھی اسے نہیں چھوڑا گیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا گیا کہ جب آپ جنگ کے دوران میں ان میں موجود ہوں تو

فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ۔

Marfat.com

"پھر نماز میں ان کی امامت کرو۔ تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ اور جب وہ سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اُس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی۔ اب وہ تمہارے مقتدی ہوں۔" (قرآن مجید ۴:۱۰۲)

نماز باجماعت کا حکم دیا گیا:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

"اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

(۲:۴۳)

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

"میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں......"

(۱۴:۳۱)

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ

"اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔" (۱۱:۱۱۴)

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ

"اور نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک......" (۱۷:۷۸)

مومنوں کی صفت ہے کہ وہ "اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔"

(۶:۹۲، ۷۰:۳۴)

Marfat.com

اور وہ جو نماز میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں کہا گیا:

''تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔''

(۱۰۷:۴۔۵)

رکوع اور سجدہ نماز کے ارکان ہیں۔ مومنوں کے رکوع اور سجدہ کے شغف کو خاص طور پر سراہا گیا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے، سجدوں کے نشان ہیں۔'' (۲۹:۴۸)

''جب ان پر (قرآن) پڑھا جاتا ہے، ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔'' (۱۷:۱۰۷)

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾

''پس اپنے رب کو سراہتے ہوئے (فَسَبِّحْ) اُس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو۔ (وَ كُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ) (۱۵:۹۸)

Marfat.com

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط

''کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گذریں سجود میں اور قیام میں، آخرت سے ڈرتا، اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے، کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا۔ تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان......''(۹:۳۹)

❀❀❀

Marfat.com

توبہ: اَلتَّوَّابِیْن

دینی اصطلاح میں توبہ کا مفہوم ہے کسی گناہ کے ارتکاب کے بعد پشیمان ہو کر معافی کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کیونکہ توبہ کے بعد ہی بندے کو پاکیزگی نصیب ہوتی ہے۔ جیسے کہا گیا ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (۲:۲۲۲)

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس قدر پیار ہے کہ جب ان میں سے کوئی توبہ کرتا ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور پھر برائیوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

"اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔" (۴۲:۲۵)

"مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۔" (۲۶:۷۰۔۷۱)

اللہ بے شک رحیم و کریم ہے مگر اس کی رحمت کا جان سن کر بار بار گناہ کرنے پر دلیر نہیں ہو جانا چاہیے۔ توبہ کے بعد اچھے کام کرنے چاہئیں، نماز پڑھنی چاہیے، زکوٰۃ

Marfat.com

دینی چاہیے اور اللہ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط

"اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو (وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا) پھر اس کی طرف توبہ کرو، تمہیں بہت اچھا فائدہ دے گا ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو اُس کا فضل پہنچائے گا۔"

(قرآن مجید ۱۱: ۳)

اور بندہ ان کے نتائج سے اللہ کی پناہ اور حفاظت میں رہنے کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہتا ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء کے استغفار کا ذکر ہے۔

استغفار آدم وحوا علیہما السّلام:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

"دونوں نے عرض کی، اے رب ہمارے! ہم نے اپنا آپ بُرا کیا، تُو اگر ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔" (قرآن مجید ۷: ۲۳)

Marfat.com

استغفار ابراہیم علیہ السلام:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

"اے ہمارے رب! اور ہماری دعا سُن لے۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے (رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ) اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔" (۱۴:۴۰:۴۱)

استغفار موسیٰ علیہ السلام:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

"عرض کی اے میرے رب، مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے (رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ) اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے اور تو سب رحم والوں سے بڑھ کر رحم والا ہے۔" (۷:۱۵۱)

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾

"عرض کی اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی، تو مجھے بخش دے، تو رب نے اُسے بخش دیا (فَغَفَرَ لَهٗ) بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔" (۲۸:۱۶)

Marfat.com

موسیٰ سے بھی پہلے استغفارِ نوح علیہ السلام:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط

''اے میرے رب مجھے بخش دے (رَبِّ اغْفِرْ لِیْ) اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو......'' (۲۸:۷۱)

جن کی گناہ اور اُس کے نتائج سے حفاظت کی جاتی ہے وہ: مُسْتَغْفِرِیْنَ ہیں۔ استغفار لُغت کی رو سے غَفْرَ سے ہے جس کے معنی ہیں محفوظ رکھنا۔ اس لئے ہماری دینی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہنا اور اگر گناہ سرزد ہوں تو اُن کے نتائج (سزا وغیرہ) سے حفاظت اور ایسا اللہ ہی کرسکتا ہے۔

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾

''خبر دو میرے بندوں کو کہ بے شک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان۔

(اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾) (قرآن مجید ۱۵:۴۹)

کہا گیا ہے کہ استغفار انسان کے اخلاقی و روحانی ارتقاء کا آخری مرتبہ ہے۔ اسی لئے اگلی پچھلی امتوں کے انبیاء و اولیاء ہمیشہ استغفار کرتے رہے۔ چونکہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ اسی لئے آپؐ کو استغفار کرنے کا حکم بھی ہوا اور آپؐ نے استغفار بھی سب سے زیادہ کیا۔

نبی تو ہمیشہ معصوم ہوتا ہے، اُس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا، اس لئے وہ

Marfat.com

ہمیشہ استغفار کرتا ہے کہ ہر حال میں اللہ کی حفاظت میں رہنا چاہتا ہے، ولی کو اللہ گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے مگر یہاں بھی اس کے استغفار سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام بشری کمزوریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور پھر

استغفار سلیمان علیہ السلام:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

”عرض کی اے مرے رب، مجھے بخش دے۔ (رَبِّ اغْفِرْ لِیْ) اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو، بے شک تو ہی بڑی دین والا ہے۔ (اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾)

(۳۵:۳۸)

ان کے والد داؤد علیہ السلام کا استغفار:

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا۔

”اب داؤد سمجھا، کہ ہم نے اس کی جانچ کی تھی، تو اپنے رب سے معافی مانگی (فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ) اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع لایا تو ہم نے اسے یہ معاف فرمایا“ (فَغَفَرْنَا) (۳۸:۲۴۔۲۵)

Marfat.com

استغفار یوسف علیہ السلام برائے برادران:

قَالَ سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۹۸﴾

"کہا، جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا (سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ ؕ) بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔ (۹۸:۱۲)

استغفار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

وَ قُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾

"اور تم عرض کرو، اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔" (۱۱۸:۲۳)

یہ خود اللہ نے حضورؐ کو استغفار کی دعا بتائی، اب اس میں مغفرت بھی آپؐ کے مرتبہ کے مطابق ہوگی اور رحمت بھی۔ تفسیر ماجدی میں لکھا ہے:

"رَّبِّ اغۡفِرۡ ہر شخص کی معرفت اُس کے درجہ و مرتبہ کے متناسب ہوتی ہے۔

"پیغمبر کی مغفرت ظاہر ہے کہ اعلیٰ ترین مرتبہ کی ہوگی۔ وَارۡحَمۡ یہ طلب رحمت کی درخواست پر حال اور مقام کے لئے ہے۔ معاش میں رحمت، درجۂ طاعت میں رحمت، مراتب نجات میں رحمت، وقس علیٰ ہذا۔ غفر و رحمۃ کے درمیان یہ فرق بھی کیا گیا ہے کہ غفر تو گناہوں کو مٹا دیتا اور خلق کی نگاہ میں انھیں اوجھل کر دیتا ہے اور رحمت اقوال واعمال میں توفیق خیر دیتا ہے۔" (ص ۷۱۰)

Marfat.com

استغفار صحابہ کرام و مؤمنینؓ:

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ
اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٚ وَاغْفِرْ لَنَا ٚ وَارْحَمْنَا ٚ اَنْتَ
مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۸۶﴾

"اے ہمارے رب، ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں، اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا، اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ ہو، اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے (وَاغْفِرْ لَنَا) اور ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے۔ تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔" (قرآن مجید ۲:۲۸۶)

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

"اے رب ہمارے! تو ہمارے گناہ بخش دے (فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا) اور ہماری برائیاں محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔" (۳:۱۹۳)

Marfat.com

اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ﴿۱۵۵﴾

''تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے (اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا) اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔'' (۱۵۵:۷)

اللہ رحیم و کریم ہے، اس نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کر رہا ہوگا، اسے سزا نہیں ملے گی اور اس پر عذاب نازل نہ ہوگا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ﴿۳۳﴾

''اور اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں، جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔'' (۳۳:۸)

ان استغفار کرنے والوں کے لئے فضیلت کا بھی ایک درجہ ہے جو سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ مُسۡتَغۡفِرِیۡنَ بِالۡاَسۡحَارِ﴿۱۷﴾ (۱۷:۳)

مُتَّقِیۡن ''پچھلی رات استغفار کرتے ہیں۔'' (وَبِالۡاَسۡحَارِ هُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ﴿۱۸﴾) (۱۸:۵۱)

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الۡعَظِیۡمَ○

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الۡعَظِیۡمَ○

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الۡعَظِیۡمَ○

اَلَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَاَتُوۡبُ عَلَیۡهِ وَاَسۡاَلُهُ التَّوۡبَةَ○

(اوراد فتحیہ از امیر کبیر سید علی ہمدانی" میں پہلا کلمہ استغفار)

Marfat.com

صفائی و پاکیزگی: مُتَطَهِّرِیْن

اللہ نے اپنی کتاب میں ظاہری و باطنی پاکیزگی پر یکساں زور دیا ہے کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اور باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں انسان کے اندرون اور بیرون دونوں کو برابر نظر میں رکھا گیا ہے۔ دونوں پہلوؤں کو یکساں مدنظر رکھتے ہوئے ہی اصلاح ہو سکتی ہے۔

پاکیزگی قائم رکھنے والوں کو اللہ پسند فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾

”بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو (وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○) (۲:۲۲۲)

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾

”اس (مسجد) میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرا، اللہ کو پیارے ہیں۔ (وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○)“

(۹:۱۰۸)

باطنی طور پر طہارت کے معنوں میں مال دنیا کی محبت کا ترک کرنا بھی شامل ہے۔ جیسے اہل بیت کے بارہ میں آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے:

Marfat.com

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب سُتھرا کر دے (وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾) (۳۳:۳۳)

سورۃ مدثر میں اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

وَثِیَابَکَ فَطَہِّرۡ ﴿۴﴾ وَالرُّجۡزَ فَاہۡجُرۡ ﴿۵﴾

"اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں (وَلرُّجۡزَ) سے دُور رہو۔"

(۴:۷۴)

رُجز کے معنی ظاہری اور باطنی نجاست کے ہیں، اور چونکہ سب سے بڑی باطنی ناپاکی شرک اور بت پرستی ہے اس لئے معنی کیے گئے ہیں کہ بتوں سے دور رہو۔ ورنہ یہاں ظاہر کی پاکیزگی کا کہا گیا کہ کپڑے پاک رکھو اور عرب محاورے کے مطابق کپڑے پاک رکھنے سے مراد ہے عمل کو صاف وشفاف رکھنا اور رُجز سے مراد ہے، ہر قسم کی قلبی ناپاکی سے پاک رہنا۔

قرآن مجید کے بارے میں فرمایا گیا:

فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ ﴿۷۹﴾

"بے شک یہ عزت والا قرآن ہے، محفوظ نوشتہ میں، اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سے مُطَہَّرُوۡن

Marfat.com

کے تفسیری معنی لکھ دیے ہیں ورنہ لغوی معنی ہیں پاک لوگ۔ جو جسم و جان کو پاک رکھ کر قرآن ہاتھ میں لیں اور اسے پڑھیں۔ اس سے صحیح معنوں میں فائدہ اُنھی کو ہوگا جو جسم و جاں دونوں کے لحاظ سے پاک ہوں گے۔ یعنی باوضو ہوں اور پاک کپڑوں میں پاک جگہوں پر بیٹھیں۔

❀❀❀

Marfat.com

وہ جو راہ پر ہیں: اَلْمُهْتَدِيْنَ

راہ پر کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی بتائی ہوئی راہ پر ہیں۔قرآن مجید میں اسی مفہوم میں "ہدایت" کے لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی لُغت پر غور کرنے والوں نے چار قسم کی ہدایت بتائی ہے۔

اول: پیدائشی ہدایت جو پیدائش کے ساتھ ہی عطا ہوئی۔

دوم: آسمانی کتابوں اور نبیوں کے ذریعہ ملنے والی ہدایت

سوم: توفیق سے ملنے والی ہدایت

چہارم: منزل مقصود تک پہنچا دینے والی ہدایت۔(امام راغبؒ)

اصل میں ہدایت ایک ہی ہے جس کی یہ چار صورتیں اکثر ہمہ وقت پائی جاتی ہیں۔البتہ دوسری صورت پر ہر وقت نظر رہنی چاہیے۔

"اُس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری، اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی، اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری۔

"لوگوں کو راہ دکھاتی اور فیصلہ اتارا۔۔۔" (قرآن مجید ۳:۳،۴)

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۞

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ

Marfat.com

بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے، اور اللہ کافی ہے گواہ۔"

(۲۸:۴۸)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

"......اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔" (۸۹:۱۶)

چنانچہ ہدایت پانے والا (اَلْمُهْتَدِ) وہی ہے جس نے اللہ سے ہدایت پائی یعنی نبیوں کی تعلیم کی روشنی میں راہ پر چلا۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ

"اور جسے اللہ راہ دے، وہی راہ پر ہے۔" (۹۷:۱۷)

اس راستے پر چلنے والوں کی خصوصیات بھی بیان فرمادیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰۤئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

Marfat.com

"اے ایمان والو، صبر اور نماز سے مدد چاہو، بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، انھیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے، اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے، اور خوش خبری سنائیے صبر والوں کو۔ اور جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں، ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرود یں ہیں اور رحمت، اور یہی لوگ راہ پر ہیں (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴿۱۵۷﴾)" (۲:۱۵۳۔۱۵۷)

مُتقی ہدایت یافتہ لوگوں کو مُفْلِحِیْن (مراد کو پہنچنے والے) کہا گیا۔ (۲:۵)

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

"یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لئے۔ وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انھیں کا کام بنا (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)" (۳۱:۲۔۵)

قرآن مجید میں ہدایت کے مفہوم میں لفظ اَلرُّشْدُ بھی استعمال ہوا ہے۔

Marfat.com

رُشد کے معنی ہیں بھلائی کی راہ۔قرآن بھلائی کی راہ بتاتا ہے۔" (۲:۷۲)

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِيۡكُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ؕ لَوۡ يُطِيۡعُكُمۡ فِىۡ كَثِيۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيۡكُمُ الۡاِيۡمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَكَرَّهَ اِلَيۡكُمُ الۡكُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡيَانَ‌ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَۙ‏

"اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں، بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے۔ اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا۔ اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی، ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ (اُولٰۤـئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَۙ‏)" (۴۹:۷)

❀❀❀

Marfat.com

کچھ دوسری مثبت خصوصیات

سورۃ احزاب میں عام اور خاص و اعلیٰ سب خوبیوں کا ایک ساتھ بیان ہوا ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ
وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ
وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ
وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾

''بے شک مسلمان مرد اور عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی پر نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے

Marfat.com

والیاں. ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" (۳۵:۳۳)

سورۃ توبہ میں فرمایا:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

"توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ میں رکھنے والے: خوشی سناؤ مسلمانوں کو!" (۹:۱۱۲)

سورۃ آلِ عمران میں خاص طور پر نیکوکار لوگوں کی دو صفات کا ذکر ہے:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

"وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے (وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ) اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔" (۳:۱۳۴)

Marfat.com

فرماں برداری: قَانِتِيْن

ویسے تو ہر مسلمان فرماں بردار ہوتا ہے مگر قَانِتِيْن اور قَانِتَات (فرماں بردار مردوں اور فرماں بردار عورتوں)، سے مراد یہ ہے کہ ان کی فرماں برداری عجز و نیاز اور خضوع کے ساتھ ہے جیسے دعا اور ذکر میں آدمی کی کیفیت ہوتی ہے۔ ایسی فرماں برداری باہر سے دیکھنے والوں کو بھی نظر آتی ہے۔ کیونکہ یوں فرماں برداری کرنے والا اپنی طاعت و نیکی پر اتراتا ہے نہ ہی فخر کرتا ہے۔

(۴:۳۴، ۲:۲۳۸، ۳:۱۷، ۳۳:۳۵)

خشوع: خَاشِعِيْن

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ کے معنی ہیں اللہ سے ڈرنے والے۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے فرمایا ہے یہ خشوع شامل ہے عبادات میں، توجہ قلب اور عادات میں، تواضع پر بھی۔ یعنی عبادات میں بندۂ مومن کو ڈر ہو کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے اور عام رویوں میں بھی اللہ سے ڈرتا ہے کہ اُس سے کہیں کوئی زیادتی نہ ہو جائے۔ (۳۳:۳۵)

روزہ: اَلصَّآئِمِيْنَ

روزہ اسلام کا رکن ہے جو رمضان کے مہینے میں فرض ہے مگر اللہ کے فرماں بردار بندے اپنے ضبط و نظم کی مشق کے لئے نفلی روزے رکھتے ہیں جیسے کئی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ (۳۳:۳۵)

Marfat.com

سیاحت اور روزہ: اَلسَّآئِحُوْنَ

سائحین وہ بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد یا تبلیغ یا آیات اللہ کی زیارت و مشاہدہ کے لئے سفر کرتے ہیں مگر احادیث کی رو سے سائحین اور سائحات سے مراد روزہ رکھنے والے مرد اور عورتیں بھی ہیں۔ (۹:۱۱۲، ۶۶:۵)

خیرات: مُتَصَدِّقِیْنَ

"تَصَدَّق (خیرات) میں زکوٰۃ و صدقہ نفل وغیرہ سب آ گئے۔" مسلمان معاشرے کا ایک امتیازی وصف غُربا و مساکین کی مالی خدمت کرنا ہے۔ اس گئے گزرے دور میں وہ لوگ بھی جو تقویٰ و پارسائی کے اعلیٰ معیار پر پورے نہیں اترتے، صدقہ و خیرات کے معاملے میں دل کُھلا رکھتے ہیں اور ایک خلقت اُن کے اس عمل سے مستفیذ ہو رہی ہے۔ (۳۳:۳۵)

تحمل و عفو

کٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط (۳:۱۳۴)

غصہ یا غیض و غضب ایک ایسی کیفیت ہے جو آدمی کو اپنے آپ سے باہر کر دیتی ہے اور پھر اگر خدانخواستہ اس پر کوئی ضبط نہ رکھتا ہو تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ غصہ روک لینا ایک بہت بڑی اخلاقی صفت ہے۔ غصہ آئے تو بندے کو چاہیے کہ جسمانی طور پر جہاں ہو، اس جگہ سے الگ ہو جائے یا وضو کر لے اس سے بھی غصہ کی تپش دور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

عفو یہ ہے کہ کسی سے خطا ہو جائے تو اُس کو معاف کر دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ یہ صفت غصہ پی جانے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ معاف کرنے کے بعد کسی کی خطا پر اُس سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں۔ ایک یہ کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، دوسرے یہ کہ جو شخص عفو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو عزت میں ہی بڑھاتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے، اللہ اُس کا درجہ بلند کرتا ہے۔“

غصہ پی جانا اور معاف کر دینا نیکی کے کام ہیں اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے (وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾) اندریں بارہ امام زین العابدینؑ کے بارے میں ایک واقعہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ (صفحہ ۱۵)

کامیابی و مرادیابی: اَلْمُفْلِحُوْنَ، اَلْفَآئِزُوْنَ

فلاح اور فوز دونوں کامیابی کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں فلاح کے لفظ میں معنی کے لحاظ سے بڑی جامعیت اور وسعت ہے۔ اس میں دونوں جہانوں میں کامیابی کے معنی پائے جاتے ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے ایک امام لغت کا قول نقل کیا ہے کہ ائمہ لسان کے نزدیک کلامِ عرب میں جامعیتِ خیر (دین و دنیا کی بھلائی) سے بڑھ کر کوئی لفظ موجود نہیں۔ انسانی شخصیت اور کردار میں ظاہر و باطن کے ارتقاء و عمل کے لئے بھی لفظ فلاح ہی استعمال ہو گا۔ گویا اس میں self realization اور God realization دونوں مفہوم آ جائیں گے۔

اس سے پہلے جس قدر صفات و اقدار کا بیان ہوا ہے، انھیں سے اگر چند ایک

Marfat.com

بھی فکر و عمل میں آ جائیں تو گویا مقصود تک رسائی ہوگئی۔ یہ بھی فلاح ہے۔ شروع میں ہی بیان کر دیا گیا کہ قرآن متقیوں کے لئے ہدایت ہے:

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٥

"وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی سے ہماری راہ میں اُٹھائیں (خرچ کریں) اور وہ کہ ایمان لائیں اُس پر جو اے محبوب، تیری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے (اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) (۲:۵)

مؤمن فلاح کو پانے والے ہیں۔ اسی طرح سے

"بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا (مَنْ تَزَكّٰى) (۸۷:۱۴)

"پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ کہیں تمہارا بھلا ہو (لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ)"

(۷:۶۹)

علماء وصوفیا اور مصلحین امت بھی مراد پانے والے لوگ ہیں:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ

Marfat.com

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۱۰۴﴾

''اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ'' (۳:۱۰۴)

مومنوں کی جماعت اللہ کی جماعت ہے۔ اور ''اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔'' (اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۲۲﴾) (۵۸:۲۲)

اسی طرح فوز کے معنی بھی کامیابی کے ہیں۔ اگر آدمی بھلائی کو کامیابی اور سلامتی کے ساتھ پالے تو یہ فوز ہے۔

''ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے۔ جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا۔ وہ مراد کو پہنچا (فَقَدْ فَازَ) اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔'' (۳:۱۸۵)

جنگ میں داخل ہونا فوزِ عظیم ہے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنا فوزِ عظیم ہے، برائیوں سے بچنا فوزِ عظیم ہے۔ اور جنت کی نعمتوں کا پالینا فوزِ کبیر ہے۔

اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت بھی فوزِ عظیم ہے۔ (۳۳:۷۱)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴿۵۲﴾

''اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں (فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

Marfat.com

الْفَآئِزُوْنَ﴿۵۲﴾ (۲۴:۵۲)

صحابہؓ کا گروہ بلند مرتبے پر فائز ہے اور اُن کے لئے اجرِ عظیم ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴿۲۰﴾ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ﴿۲۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴿۲۲﴾

"وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے۔ اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے۔ اور وہی مراد کو پہنچے۔ اُن کا رب انھیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور اُن باغوں کی جن میں اُنھیں دائمی نعمت ہے، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴿۲۲﴾) " (۹:۲۱،۲۲)

❁❁❁

Marfat.com

دیگر محاسن (اسلامی اسلوبِ حیات)

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

''الٓمّٓ۔ وہ بلند مرتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں۔ اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی سے ہماری راہ میں اٹھائیں (خرچ کریں)۔ اور وہ کہ ایمان لائیں اُس پر جو اے محبوب تیری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔'' (۲:۱۔۵)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا
اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

Marfat.com

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر تم پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے۔ اور تم روگردان ہو۔ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا۔ پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔
(۲:۸۳۔۸۴)

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ

Marfat.com

الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

"کچھ اصلی نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر، اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رہگیروں اور سائلوں اور گردنیں چھوڑانے میں، اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں، اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت۔ یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار ہیں۔" (۲:۱۷۷)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ
اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ
رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ
بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

Marfat.com

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

''لوگوں کے لئے آراستہ کی گئیں ان خواہشوں کی محبت: عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی۔ یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا۔ تم فرماؤ: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں؟ پرہیزگاروں کے لئے، ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں: اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ صبر کرنے والے اور سچے اور ادب والے اور راہِ خدا میں خرچنے والے اور پچھلے پہر (بِالْاَسْحَارِ) سے معافی مانگنے والے۔''
(۳: ۱۴۔ ۱۷)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ

Marfat.com

النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا
فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اللّٰهُ ۪ۙ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ؕ

''اے ایمان والو، سُود دونا دون دگنا نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امر پر کہ تمہیں فلاح ملے۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ۔ اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آ جائیں، پرہیز گاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔ وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوائے اللہ کے۔ اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں

Marfat.com

اور کامیوں (نیک لوگوں) کو کیا اچھا نیگ (انعام، حصہ) ہے۔"

(۳:۱۳۰۔۱۳۶)

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ
اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ
النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾
رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا
بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا
سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا
وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اِنَّکَ
لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے۔ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لئے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے رب ہمارے! بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے، اسے ضرور تو نے رسوائی دی، اور ظالموں کا کوئی مددگار

Marfat.com

نہیں۔ اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ (مَعَ الْاَبْرَارِ) کر۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔"

(۳:۱۹۰۔۱۹۴)

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

"تم فرماؤ: آؤ! میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا: یہ کہ

اُس کا کوئی شریک نہ کرو،

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو،

Marfat.com

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور اُنہیں رزق دیں گے۔

اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی،

اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی، اُسے ناحق نہ مارو۔

اور یہ کہ

تمہیں حکم فرمایا ہے، کہ تمہیں عقل ہو۔

اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر، اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو، یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو۔

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ (صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً) تو اس پر چلو، اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اُس کی راہ سے جُدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔'' (۶:۱۵۱:۱۵۳)

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

''توبہ والے

عبادت والے، سراہنے والے (اَلْحٰمِدُوْنَ)

روزے والے (السَّآئِحُوْنَ: سیر کرنے والے، گردش میں

Marfat.com

رہنے والے)

رکوع والے

سجدہ والے

بھلائی کے بتانے والے (اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ)

اور برائی سے روکنے والے

اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے

اور دوستی سناؤ مسلمانوں کو۔" (۹:۱۱۲)

اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾

"وہ جو اللہ کا عہدہ پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے ہیں۔ اور وہ جو کہ جوڑتے ہیں اسے جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں، انہیں کے

Marfat.com

لئے پچھلے گھر کا نفع ہے (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾)"

(۱۳: ۲۰_۲۲)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

"بے شک اللہ حکم فرماتا ہے۔ انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان رکھو۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو۔ بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔"

(۱۶: ۹۰: ۹۱)

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

Marfat.com

وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ
الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا
مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا
تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ
رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ
كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ
فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا
لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ
اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ
الْعَهْدَ كَانَ مَسْــُٔــوْلًا ﴿٣٤﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ
وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ
مَسْــُٔــوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ

Marfat.com

تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ
كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى
اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

''اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ

اُس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور ان سے ہُوں (اُفٍّ) نہ کہنا اور اُنہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور ان سے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم لائق ہوئے تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا۔ بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور اگر تو ان سے منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان بات کہہ۔ اور اپنا ہاتھ گردن سے باندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا، تھکا ہوا۔ بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور تنگی دیتا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا، دیکھتا ہے۔ اور اپنی اولاد

Marfat.com

کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے۔ ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔ اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ، بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت بری راہ۔ اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے۔ ناحق نہ مارو اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اُس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے۔ ضرور اُس کی مدد ہونی ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اُس راہ سے جو سب سے بھلی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد پورا کرو۔ بے شک عہد سے متعلق سوال ہونا ہے۔ اور ماپو تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا۔ اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔ اور زمین میں اتراتا نہ چل، بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔ یہ جو کچھ گذرا، ان میں کی بری بات تیری رب کو ناپسند ہے۔ یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی۔ حکمت کی باتیں۔ اور اے سننے والے، اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ طعنے پاتا، دھکے کھاتا۔ (۱۷: ۲۳۔ ۳۹)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝٤ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝٦ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١

"بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں۔ تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے، وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔" (۲۳:۱۔۱۱)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝٦٣ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝٦٤ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ

Marfat.com

غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ
اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ
قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا
يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا
يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ
الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ
تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ
تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا
كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا
عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ
لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا
صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾

''اور رحمان کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں۔ بس سلام۔ اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ اور وہ وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم

Marfat.com

کا عذاب، بے شک اُس کا عذاب گلے کا طوق ہے۔ بے شک وُہ
بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں،
نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر
رہیں اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور
اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے اور
بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا
جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اُس میں ذات
سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو
ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے
والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی
طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے
اور جب بیہودہ پر گذرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گذر جاتے ہیں
(مَرُّوْ کِرَاماً) اور وہ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد
دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو
عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں
اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا
پیشوا بنا۔ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالاخانہ ملے گا بدلہ ان کے صبر
کا اور وہاں مُجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔ ہمیشہ
اس میں رہیں گے۔ کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔"

(۲۵:۶۳:۷۶)

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

''اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے! اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔'' (۳۱:۱۳)

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾

''اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں ہو، اللہ اُسے لے آئے گا، بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔ اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے، اُس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کر اور زمین میں

Marfat.com

اتراتا نہ چل، بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر، بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔" (۳۱:۱۶۔۱۹)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۳۵

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

اور ایمان والے اور ایمان والیاں

اور فرمانبردار اور فرماں برداریں

اور سچے اور سچیاں

اور صبر والے اور صبر والیاں

اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں

اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں

اور روزے والے اور روزے والیاں

اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے (وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ)

Marfat.com

اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے
(والذّٰاکِرِینَ اللہَ کَثِیراً) اور یاد کرنے والیاں
ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

(۳۵:۳۳)

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾
وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾
وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ
انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ
فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾
وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾

''تمہیں جو کچھ ملا ہے، وہ جیتی دنیا (اَلْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا) میں
برتنے کا ہے اور وہ جو اللہ کے پاس ہے، بہتر ہے اور زیادہ باقی

Marfat.com

رہنے والا۔ ان کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسا
کرتے ہیں اور وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے
ہیں اور جب غصہ آئے. معاف کر دیتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے
اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس
کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں
خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب اُنہیں بغاوت پہنچے، بدلہ لیتے ہیں
اور برائی کا بدلہ اُسی کی برابر برائی ہے۔ تو جس نے معاف کیا اور
کام سنوارا تو اُس کا اجر اللہ پر ہے، بے شک وہ دوست نہیں رکھتا
ظالموں کو اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا، اُن پر کچھ
مؤاخذہ کی راہ نہیں مؤاخذہ تو اُنہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں
اور زمین پر ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں، ان کے لئے دردناک
عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور
ہمت کے کام ہیں۔" (۴۲:۳۶۔۴۳)

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾
الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ
اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾
وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ
عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ
مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا

Marfat.com

عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ
جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾

"بے شک آدمی بنایا گیا ہے بے صبرا، حریص: جب اُسے برائی پہنچے تو سخت گھبرانے والا اور جب اُسے بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا مگر نمازی جو اپنی نماز کے پابند ہیں اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اُس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے اور وہ جو انصاف کا دن سچ جانتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں بے شک اُن کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو اُن دو کے سوا اور چاہے، وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ ہیں جن کا باغوں میں (فِيْ جَنّٰتٍ) اعزاز ہوگا۔" (۷۰: ۱۹-۳۵)

Marfat.com

(۲) منفی (سلبی) صفات

Marfat.com

Marfat.com

قرآن مجید و فرقانِ حمید کی رو سے سلبی یا منفی صفات اس لحاظ سے ایک بندۂ مومن کی نظر میں رہنی چاہئیں کہ اُس کے لئے احتیاط (تقویٰ) سے زندگی گزارنا آسان ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بات اپنی جگہ قابل لحاظ ہے کہ ایک مسلمان خواہ کتنی ہی محنت سے مثبت صفات کا خیال رکھے مگر وہ منفی صفات کے عملی اثرات سے بے خبر رہے یا اُنہیں سراسر نظرانداز کر دے تو اُس کے کردار کی صحیح تشکیل و تعمیر کبھی نہ ہو سکے گی اور وہ خاطر خواہ کامیابی (فوزِ عظیم) سے کبھی ہمکنار نہ ہو سکے گا۔

البتہ ایک بات ضرور پیش نظر رہے کہ خواہ علماء ہوں یا تزکیہ پسند سالکین۔ سوائے وعظ و نصیحت کے مواقع کے ان سلبی صفات کا ہر وقت تذکرہ نہ کرتے رہیں کہ گویا اس کے علاوہ ان کے پاس بات کرنے کے لئے کوئی اور موضوع ہی نہیں ہے۔ اگر ایسا وطیرہ بنالیا گیا تو سنانے اور سننے والوں دونوں کا کوئی خاص بھلا نہ ہوگا۔

خدارسیدہ خاتون رابعہ بصریؒ کے پاس ایک شخص آیا اور وہ دنیا اور اُس کی برائیوں کی باتیں کرنے لگا۔ آخر میں اُس بزرگ خاتون نے کہا۔ ”تمہیں شاید دنیا سے بہت محبت ہے؟“

وہ بولا: ”نہیں تو میں اُس کی مخالفت میں باتیں کر رہا ہوں۔“

فرمایا: ”یہی تو میں کہہ رہی ہوں۔ تم بار بار اُس کی باتوں کا یوں ذکر کر رہے ہو،

Marfat.com

گویا تمہیں دنیا اور اُس کی باتیں بہت پسند ہیں۔"

تمام ناصحین و واعظین کو اس نفسیاتی نکتے پر ضرور سوچنا چاہیے کہ ان عادات و صفات سے بچنے کی تلقین ضرور کریں مگر موقع محل کے مطابق کہ لوگ اِن پند و نصائح کو سُنیں اور اپنے آپ کو عمل پر آمادہ پائیں۔

قرآن مجید نے جن بُری صفات سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، ان کا مختصراً بیان حاضر ہے، پڑھنے والے اگر تفصیل میں جانا چاہیں تو صوفیا کی کتب کی طرف رجوع فرمائیں، نیز موجودہ دور کی نفسیاتی تحقیق بھی بہت کچھ اس معاملے میں معاون ہو سکتی ہے۔ جب تقویٰ کی اہمیت کا احساس ہو جائے تو پھر دینی و دنیاوی اور اخلاقی و روحانی زندگی کی کامیابی کے لئے بُرے اعمال اور ان کے تباہ کن اثرات سے بچنا بندۂ مومن کا اولین فرض ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

کُفر: اَلْکَافِرِیْنَ

ایمان کے مقابلے میں کفر ہے چنانچہ جہاں ایمان ہے، وہاں کفر نہیں اور جہاں کفر ہے، وہاں ایمان نہیں۔

کفر کے معنی ہیں کسی شے کو ڈھانکنا یا چھپا دینا، ناشکر گزار ہونا اور شُکر ادا نہ کرنا۔ اِن لغوی معنوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے قرآنی اصطلاح میں کُفر کے معنی ہیں ایمان سے انکار اور اُس کی مخالفت اور اللہ کی نعمتوں کی لغوی معنوں میں ناشکر گزاری۔

شرعی رو سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کردہ عقیدہَ توحید سے انکار اور آپ کے مرتبہ نبوت و رسالت سے انکار کفر ہے۔ اس کفر یا انکار سے آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ البتہ کچھ جزوی باتوں کے انکار سے ایسا کفر لازم نہیں آتا۔ یوں دیکھا جائے تو کفر کے معنی میں وسعت ہے۔

جب عرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ فرمایا اور قرآن نازل ہونے لگا تو اس کے اولین مخاطبین عرب کے ہی لوگ تھے۔ ان میں سے جنھوں نے انکار (کفر) کیا، ان کے رویے کیسے ہی کیوں نہ تھے، وہ کافر ہی کہلائے۔ ان کے رویوں کے مطابق قرآن میں ان کا ذکر جا بجا موجود ہے۔ اب بھی جہاں کفار موجود ہیں، اُن کے رویے بھی اُنھی کی طرح مختلف ہیں مگر اُن کے بارے میں قرآن کا فیصلہ اور رائے وہی ہے۔

Marfat.com

وہ لوگ جو پیغمبر کی تعلیم کو نہیں مانتے وہ شر پسند ہوتے ہیں اور خیر کے مقابلے میں شر میں حمایت ڈھونڈتے ہیں۔

"اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں (اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ)" (۲:۲۵۷)

"ایمان والے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور کفار شیطان کی راہ میں (فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ) لڑتے ہیں۔" (۴:۷۶)

کافر وہ ہیں جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ نبیوں کی تعلیم کو سحر اور فریب کہتے ہیں۔ ان پر طعن کرتے ہیں۔ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ نبیوں کی باتیں سننے سے دوسروں کو منع کرتے ہیں اور سننے اور ماننے والوں کو ستاتے ہیں۔ کفر میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں۔

ان کے لئے عذاب شدید اور عذاب الیم ہے اور ان کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ وہ بالآخر شکست سے دوچار ہوں گے اور ان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۟

"اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (۴:۳۷)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ط

"جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے۔" (۴:۵۶)

❀❀❀

Marfat.com

انکار: مُنۡکِرِیۡن

کافروں کو قرآن مجید میں مُنۡکِرون (انکار کرنے والے) بھی کہا گیا۔ فرمایا:

وَهٰذَا ذِكۡرٌ مُّبٰرَكٌ اَنۡزَلۡنٰهُ ؕ اَفَاَنۡتُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ۝۵۰

''اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا، تو کیا تم اس کے منکر ہو۔ (اَفَاَنۡتُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ۝۵۰) (۲۱:۵۰)

اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ وَّهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۝۲۲

''تمہارا معبود ایک معبود ہے تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل منکر ہیں (قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ) اور وہ مغرور ہیں۔''

(۱۶:۲۲)

Marfat.com

شرک: اَلْمُشْرِکِیْنَ

شرکت یہ ہوتی ہے کہ ایک کسی شے یا وصف میں کسی دوسرے یا اس سے زائد کئی دوسروں کے ساتھ شریک ہو۔ ایمان کی رو سے کھلم کھلا شرک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک مانا جائے۔ یہی شرک ہے جسے قرآن میں ظلم عظیم کہا گیا ہے۔

اب اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی تین واضح صورتیں ہیں:

۱۔ عبادت میں شرک

۲۔ صفات میں شرک

۳۔ اطاعت میں شرک

عبادت صرف اللہ کے لئے ہے۔ صفات میں کسی اور کو اللہ کے برابر سمجھنا ایمان کے منافی ہے۔ اور کسی دوسرے کی اس طرح اطاعت کرنا جیسے اللہ کے احکام میں ملحوظ رکھی جاتی ہے، شرک ہے۔

اسلام کے آنے کے بعد عام طور پر دوسرے ادیان میں بھی اُن کے سوچنے سمجھنے والے پیروؤں میں اس طرح کا واضح شرک تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

قرآن کے اولیں مخاطبین مذکورہ تینوں اقسام کے شرک کے مرتکب ہوتے تھے۔ مسلمان ہوئے تو انہوں نے سب دنیا میں منادی کر دی کہ اسلام میں توحید کی یہ اعلیٰ تعلیم ہے۔ لہٰذا دوسرے مذاہب کے پیرو بھی اپنی اصل تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے تاویلات کا سہارا لے کر ہی، دنیا کو بتانے کی کوشش کہ کہ وہ بھی مُوحّد ہیں۔

اسلام نے تو خواہشاتِ نفس کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ لوگ جب اللہ کے احکام کو

Marfat.com

نہیں مانتے اور خواہشات کے غلام ہو جاتے ہیں تو پھر انھی کو گویا معبود بنا لیتے ہیں:

"کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنی جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا۔"

(۴۲:۲۵)

یہ بات قرآنی تعلیم کی روشنی میں ہی واضح ہوئی کہ شرک اس لئے ظلم عظیم ہے کہ یہ انسانی شرف کے خلاف ہے: "تو جھکا جب غیر کے آگے تو من تیرا نہ تن"۔ جن اقوام نے اس شرف کی رعایت نہ کی، تاریخ شاہد ہے کہ وہ ذلیل ہو گئیں۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

"تم فرماؤ: زمین میں چل کر دیکھو، کیسا انجام ہوا اگلوں کا، اُن میں بہت مشرک تھے۔" (۴۲:۳۰)

اسی لئے لقمان جب اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں تو فرماتے ہیں:

لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

"اے میرے بیٹے، اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔" (۱۳:۳۱)

مشرک بندہ کہیں کا نہیں رہتا:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾

"اور جو اللہ کا شریک کرے، وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اُسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔" (۳۱:۲۲)

Marfat.com

نفاق ومنافقت: اَلْمُنَافِقِیْنَ

نَفَق کے کئی معنوں میں سے دو ۲ یہ ہیں:

۱۔ سوراخ، گھات لگانے کی جگہ

۲۔ مُنَافِقَۃٌ کے معنی ہیں سوراخ میں چلے جانا۔ اسی سے لفظ منافق بنا کہ وہ کسی پناہ گاہ میں چھپا رہتا ہے اور وہاں سے نکل کر وار کرتا ہے یا کہیں گھات لگا کر بیٹھا انتظار کرتا ہے کہ وہ موقع ملنے پر حملہ کر دے۔

دینی اصطلاح میں منافق وہ لوگ تھے جو بظاہر مسلمانوں کے درمیان رہتے تھے مگر اندر سے کافر تھے اور عین موقع پر دھوکا دے کر کافروں کی حمایت پر مستعد ہو جاتے تھے۔

ظاہر ہے کہ دراصل یہ کافر ہی تھے مگر دوسرے کافروں اور مشرکوں سے زیادہ خطرناک تھے کیونکہ مسلمانوں میں ملے جلے رہ کر دشمنی پر آمادہ رہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کو مدینہ میں ایسے لوگوں سے پالا پڑا جہاں انکا بڑا رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ تھا۔ ابن اُبَیّ اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کو کئی بار دھوکا دیا۔ جنگ احد میں یہ لوگ مسلمانوں کے لشکر سے الگ ہو کر واپس مدینہ چلے آئے۔ منافقین کے ایک دو گروہ ایسے بھی ہوئے جو علی الاعلان کافروں سے جا ملے اور کچھ ایسے تھے کہ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے۔

Marfat.com

یہ لوگ نماز میں سست ہوتے تھے اور جنگ میں بھی شامل نہ ہونے کے لیے کہیں نہ کہیں پیچھے رہ جاتے تھے۔

ان میں ایک گروہ سازشیوں کا تھا جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ ایک موقعہ پر حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے میں بھی یہ لوگ آگے آگے تھے۔ مشرکوں سے تعاون کرتے تھے اور رسول اللہ کی شہرت کو بھی نعوذ باللہ داغ دار کرنے میں لگے رہتے تھے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں جن لوگوں کو غدار کہا جاتا ہے، وہ دراصل منافق ہی تھے جنھوں نے دشمنوں سے مل کر قوم کو دھوکا دیا۔

معاشرے میں وہ سب لوگ منافق کہلاتے ہیں جنھیں اردو محاورے میں آستین کے سانپ کہا جاتا ہے۔

وہ بھی منافق ہیں جو دوستی کا بہانہ کر کے کسی کا خانہ خراب کرتے ہیں۔

ہماری اجتماعی زندگی میں وہ سارے دانشور، سیاستدان اور مصلحین منافقوں کے زمرے میں شامل کیے جائیں گے جو قومی مفادات کو پس پشت ڈال کر غیروں اور بدخواہوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں انفرادی اور اجتماعی زندگی میں منافقوں کے شر سے محفوظ رکھے اور خود ہمیں باطن میں پوشیدہ منافقت سے بچائے! آمین۔

❁❁❁

Marfat.com

جَہل: اَلجَاہِلِیۡن

جَہل جب عِلم کے مقابلے میں ہو تو اس سے مراد بے علمی ہے، خواہ وہ کسی قسم کی ہو، عام لاعلمی، حالات سے ناواقفیت، یا حق کے خلاف عمل مثلاً نافرمانی وغیرہ۔ کیونکہ نافرمانی کو بھی جہالت کہا گیا ہے۔

جَاہِلِیَّۃ قبل از اسلام کے دور کو کہتے ہیں جب کہ لوگ عام طور پر مشرک تھے۔ جن مفکرین نے اس دور کی خصوصیات پر غور کیا ہے انھوں نے عام طور پر اس سے عرب قبائل کا وہ چال چلن مراد لیا ہے جو قبائلی عصبیت، جذباتی ذہنیت، فخر و مباہات نیز ہر حال میں اپنوں کی حمایت اور ساتھ ہی خونریزی کے جواز پر مبنی تھا۔

اسلام نے اِن تمام خصائص کو جاہلیت کہا اور ان کو رد کر کے عقیدۂ توحید کی روشنی میں انسانوں کو اعلیٰ اخلاقی اقدار سے روشناس کرایا۔

قوم عاد کے پیغمبر نے جب انھیں حق کی طرف بلایا تو وہ بولے: ”کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو، تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو!“

اُس نے فرمایا:

اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمۡ مَّاۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَلٰكِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ قَوۡمًا تَجۡهَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾

Marfat.com

''اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ہاں دانست میں تم بڑے جاہل لوگ ہو۔''

(۴۶:۲۲۔۲۳)

جاہلیت کا چلن قبائلی تھا اور اسلام کا تمدن بین الاقوامی:

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۵۰

''تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر کس کا حکم ہے یقین والوں کے لئے۔'' (۵:۵۰)

ظاہر ہے کہ اللہ کا حکم سب اقوامِ عالم کے لئے ہے۔

❁❁❁

Marfat.com

جُرم: مُجرِمِین

جرم کو گناہ (ذنب) کی ہی ایک صورت کہا گیا ہے۔لغوی معنی کٹ جانا (قطع) ہے۔یعنی جن کاموں کے نتیجے میں اللہ سے تعلق کٹ جائے تو وہ جُرم ہیں۔گویا وہ اللہ کی نافرمانی میں شمار ہوں گے۔

پروفیسر ازتسکو کے قرآنی مطالعہ کی رو سے تکذیب، استکبار، نفاق اور افتراء الکذب سب جرم ہیں۔

''پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرموں پر سے نہیں ٹالا جاتا۔'' (۶:۱۴۶)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

''وہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا، ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک سوئی کے ناکے میں

Marfat.com

اونٹ داخل نہ ہو اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ انھیں آگ ہی بچھونا اور آگ ہی اوڑھنا اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔" (۷:۴۰:۴۱)

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾

"بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر، اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے، اس لئے کہ وہ مجرم تھے۔" (۹:۶۶)

❀❀❀

Marfat.com

کِبر: مُتَکَبِّرِیْن، مُسْتَکْبِرِیْن

فخر کرنا اور اپنے تئیں دوسروں سے بڑا سمجھنا اور بڑائی کرنا کبر اور استکبار ہے۔

ابلیس نے اللہ کے حکم پر آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اپنی فوقیت جتلائی تو اُس نے کفر کیا۔ (اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ٭ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴿۳۴﴾) (۳۴:۲)

پیغمبروں کی تعلیم سے انکار بھی ہوائے نفس کا نتیجہ ہے اور ہوائے نفس کا سبب تکبر ہے۔ یہودیوں سے اللہ فرماتا ہے:

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ﴿۸۷﴾

"تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول (وہ حکم) لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تو تکبر کرتے ہو (اَسْتَکْبَرْتُمْ)، تو ان انبیاء میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔" (۸۷:۲)

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ﴿۲۲﴾

"تمہارا معبود ایک معبود ہے تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے،

Marfat.com

اُن کے دل متکبر ہیں اور وہ مغرور ہیں۔ (وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ)“

(۲۲:۱۶)

متکبرین جہنم میں جائیں گے:

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

”فرمایا جائے گا: جاؤ، جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہتے، تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا۔“ (۳۹:۷۲)

انسانی معاشرے کے اندر تکبر فساد اور تباہی لاتا ہے کیونکہ متکبر عام انسانوں سے نفرت و حقارت سے پیش آتا ہے اور اپنے تئیں عقل کل سمجھتا ہے۔

تکبر کی ایک وجہ مالی خوشحالی اور دنیاوی آسودگی بھی ہے جسے ”ترف“ کہا گیا ہے اور ان دولت مندوں کو مُتْرَفین کہا گیا ہے ایسے لوگ خوشحالی کو نہیں چھوڑتے اور ظالم اور مجرم بن جاتے ہیں:

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

”اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انھیں دیا گیا (مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ) اور وہ گنہگار تھے۔ (وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ)“ (۱۱:۱۱۶)

متکبرین اور مُترفین پیغمبروں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں سے اِسْتِهْزَا (ٹھٹھا اور مذاق) کرتے ہیں۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾

Marfat.com

''اور ان کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا، اُس کی ہنسی ہی بتایا کیے۔'' (۷:۴۳)

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾

''اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر، جب ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے، تو اُس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔'' (۳۶:۳۰)

استہزاء کرتے رہے حتیٰ کہ ہلاک ہو گئے:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾

''تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا مذاق کیا گیا تو وہ جو اُن سے ہنستے تھے، اُن کی ہنسی انھیں کو لے بیٹھی۔'' (۶:۱۰)

تکبر ہی سرکشی پر اکساتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ حیران و سرگردان بھٹکتے رہتے ہیں۔ وہ استہزاء کرتے ہیں تو ''اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے) اور اُنھیں ڈھیل دیتا ہے۔ کہ وہ اپنی سرکشی میں (فِي طُغْيَانِهِمْ) بھٹکتے رہیں۔ (۲:۱۵)

کبر کے انداز بھی خواہ وہ فیشن یا سٹائل کے طور پر ہوں، ناپسندیدہ ٹھہرے۔

لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾

Marfat.com

''اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل، بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا۔ (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ﴿۱۸﴾) '' (۱۸:۳۱)

اَلَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَیَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ

''اور وہ تو بہت ہی برے ہیں جو شیخی بگھارتے اور بڑائی مارنے کے ساتھ ساتھ بخیل بھی ہیں اور دوسروں سے بھی بخل کو کہتے ہیں۔'' (۲۴:۵۷)

❁❁❁

Marfat.com

فِسق: فَاسِقِیْن

شریعت کے اصول و قوانین کے توڑنے کو فسق کہا جاتا ہے اس لئے جو بہت زیادہ خروج عن الشریعت کرے تو اُسے فاسق کہا جاتا ہے۔ شرعی قوانین فطرت کے عین مطابق ہیں۔ چنانچہ فطرت اور شریعت کے عہد کو توڑنے والے فاسق ہیں۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

''اور ان میں اکثر کو ہم نے قول کا سچا (مِنْ عَهْدٍ) نہ پایا اور ضرور ان میں اکثر کو بے حکم (لَفٰسِقِيْن) ہی پایا۔'' (۷:۱۰۲)

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ

''(ابلیس) قومِ جن میں سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا (فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ) (۱۸:۵۰)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

''اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں، اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ'' (۲:۹۹)

جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور انسانی فطرت کو گواہ کیا کہ

Marfat.com

اس میں ان کی تصدیق اور ان پر ایمان کو ذمہ دار ٹھہرایا تو فرمایا:

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

''لو، جو کوئی اس کے بعد پھرے، تو وہی لوگ فاسق ہیں۔'' (۳:۸۲)

فسق ایک لحاظ سے کفر اور شرک کے مترادف ہے۔ اسی لئے پروفیسر ازتسکو نے کہا ہے کہ عمومی انداز میں ایسے تمام افعال کو جن میں ایمان کے مقابلے میں کفر مضمر ہے، فسق کہا جاتا ہے۔ (المائدہ ۸۴۰)

قرآن مجید میں فاسق کے ساتھ لفظ فاجر استعمال ہوا ہے۔ ازتسو کہتے ہیں:

''لفظ فاجر کے بارے میں قرآن کریم کی آیت سے اس سے زیادہ پتہ تمہیں چلتا کہ یہ کسی حد تک کافر کے مترادف ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کا بنیادی معنی راستے سے ہٹ جانا ہے اس لئے استعارتی طور پر اس کے معنی ہیں (صحیح) راستے سے ہٹ جانا اور پھر قابل مذمت فعل کا ارتکاب کرنا۔'' ص ۳۱۵۔

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس کا مفہوم واضح ہوتا ہے جہاں فاجر لفظ بار (نیکوکار) کے بالمقابل استعمال ہوا ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾

''بے شک نیکوکار (الْاَبْرَارَ) ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار (الْفُجَّارَ) ضرور دوزخ میں ہیں۔'' (۸۲: ۱۳۔ ۱۴)

❀❀❀

Marfat.com

فَسَاد: مُفْسِدِیْنَ

کسی بھی معاملے میں، فعل ہو یا خیال، بے اعتدالی پیدا ہو جائے تو یہ فساد ہے۔ امام راغب کے نزدیک اس کی ضد صلاَ ح ہے۔

پروفیسر اِزِتُسو نے کہا ہے کہ ''لفظ فساد بہت جامع لفظ ہے۔ اس لفظ کے غیر مذہبی سیاق کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہر قسم کی برائی کے لئے بولا جاتا ہے۔'' پھر وہ قرآن مجید کی آیات کے حوالوں سے بیان کرتے ہیں کہ ''خاص مذہبی سیاق میں اکثر یہ لفظ کفر کے محدود معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔''

(آیات: یونس: ۴۰، النحل: ۸۸، ال عمران: ۶۳)

اسی طرح قرآن مجید میں ملک میں شر اور تشدد قوم لوط کی بے حیائی، فرعون کے ظلم اور جادو گروں کے جادو کو بھی فساد کہا ہے۔ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ (خدا شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا)

فساد کے نتیجے میں کبھی اصلاح کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ حد سے نکل جانے والوں کو ''طَاغِیْنَ'' کہا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے سرکش لوگ بھی مفسد ہوتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے:

''بے شک جہنم تاک میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا۔'' (۷۸: ۶۲)

❀❀❀

Marfat.com

تکذِیب: مُکَذِّبِین

سچائی کو جھٹلانا تکذیب ہے۔اور یہ صرف زبان سے ہی نہیں کی جاتی بلکہ عمل سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں دین کی تکذیب سے یہی مراد لی گئی ہے کہ جب دین کی عبادات اور اس کے معاملات پر عمل نہیں کرتے یا دوسروں کو روکتے ہیں تو وہ دین کو جھٹلاتے ہیں۔

فرمایا:

''بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے؟ (یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ)

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝٢ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝٣ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝٤ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝٦ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

''پھر وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔'' (۱۰۷۔۱۔۷)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے سورۂ رحمٰن میں اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور پھر بار بار پوچھا ہے:

''تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟'' (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ○)

یہاں بھی مطلب یہی ہے کہ تم ان نعمتوں کو دیکھتے ہو اور ان کو جھٹلاتے ہو یعنی اپنے رب کا شکرادا نہیں کرتے اور راہ راست پر نہیں آتے جب کہ یہ سب برکتیں تمہارے لئے اسی رب کی طرف سے ہیں:

''بڑی برکت والا ہے تمہارا رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔'' (تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۷۸﴾) (۵۵۔۷۸)

❀❀❀

Marfat.com

ظُلْم: ظٰلِمِیْنَ

لُغوی لحاظ سے ظلم کا معنی ہے کسی چیز کا اس مقام سے جو اس کے لئے خاص ہے، ہٹا کر دوسری جگہ رکھنا۔اس کی تین صورتیں واضح کی گئی ہیں۔

ظلم اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان، جیسے کفر اور شرک ظلم دوسرے لوگوں پر ظلم اپنے آپ پر جیسے اپنے آپ کو کوئی نقصان پہنچانا۔

پروفیسر ازتسکو نے قرآن میں اس کے معنی کا غور سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں بہت استعمال ہوا ہے۔وہ کہتے ہیں: ''بہت مستند ماہرین لغت کی رائے میں ظلم کے بنیادی معنی ہیں: کسی شے کو غلط جگہ پر رکھنا۔'' اخلاقیات میں اس کا معنی یوں بیان کیا جاتا ہے کہ'' کوئی کام اس طرح کرنا کہ مقررہ حدود کی خلاف ورزی ہو اور کسی دوسرے شخص کے حق میں دخل اندازی ہو۔مختصر اور عام الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ ظلم بے انصافی کا نام ہے، ان معنوں میں کہ آدمی اپنی حدود سے تجاوز کر جائے اور وہ کام کرے جس کا اسے حق نہیں۔'' ص ۳۱۹

پروفیسر موصوف کی تفسیر کی رو سے حدود اللہ سے تجاوز ظلم ہے۔کسی شخص کو بلا وجہ تکلیف پہنچانا ظلم ہے۔کفر اور شرک ظلم ہیں۔تکذیب بھی ظلم کے دائرے میں شامل ہے۔ایک لحاظ سے فسق بھی'' ظلم کی ایک متوازی عبارت نظر آتی ہے۔''

''یہ اللہ کی حدیں ہیں (وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ) ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔'' (۲:۲۲۹)

Marfat.com

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٣﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْھَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾

"یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے، اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔" (۴:۱۳۔۱۴)

مُعْتَدِيْ بھی ظالم ہے۔ پروفیسر ازتسکو نے کہا ہے کہ "اعتداء اور ظلم دونوں کا معنویاتی علاقہ مشترک ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بہت سی اہم آیات میں لفظ معتدی ظالم کا مکمل طور پر مترادف ہے۔"

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿١٩٠﴾

"اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ)" (۲:۱۹۰)

Marfat.com

پس اعتداء کا معنی ہے اپنی مخصوص حد سے بڑھنا یا آگے گذر جانا۔ یہ عصٰی "باغی ہونا" یا کسی کے احکام کی نافرمانی کے بہت قریب ہے۔

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾

"اُس دن (قیامت کے دن) جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں اور اُسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر ہر سرکش گنہگار (كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ) (۸۳:۱۲)

قرآن مجید میں قَسَطَ (فاعل قاسِط، جمع قاسِطِيْن) بھی ظلم کے معنوں میں آیا ہے۔ قاسط وہ ہے جو دوسرے کا حصہ لے لیتا ہے۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾

"اور رہے ظالم (الْقٰسِطُوْنَ) وہ جہنم کے ایندھن ہوئے۔" (۷۲:۱۵)

Marfat.com

اِسْرَاف: مُّسْرِفِیْنَ

حد سے گذر جانے کو اسراف کہتے ہیں۔عام طور پر خرچ اور برتاؤ کے مفہوم میں حد سے گذر جانا معروف ہے۔

''یہ لفظ اسراف کے فعل سے بنا ہے جو''س ر ف'' کے مادے سے مشتق فعل کا چوتھا باب ہے جس کا بنیادی معنی ہے' حد سے گذر جانا'' صحیح مقدار سے تجاوز کرنا' جن کے مفہوم میں عناد، جارحیت اور دوسرے کی حق تلفی کا عنصر غالب ہے۔اسراف کے معنی، مذکورہ احتمالات کے بغیر کسی بھی معاملے میں حدود سے آگے بڑھنا، بہت فضول خرچی، اعتدال کی ممانعت اور زیادتی کا ارتکاب ہیں۔''ص ۳۳۹

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾

''اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو (وَلَا تُسْرِفُوْا) بے شک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں۔'' (۷:۳۱)

قرآن مجید کی بعض آیات سے واضح ہوتا ہے کہ بعض مواقع پر ''مسرف کا معنی بہت واضح طور پر کافر اور ظالم کے قریب آ جاتا ہے۔''

پروفیسر ازتسو نے اندریں بارہ قرآن مجید کی یہ آیت نقل کی ہے:

Marfat.com

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ ۚ ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ﴿۳۲﴾

"اس سبب سے (قابیل کے قتل کی وجہ سے) ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے، تو گویا اس نے سب کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا لیا (زندہ کر لیا) اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔

"اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے۔ اور پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں (اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ﴿۳۲﴾)" (۳۲:۵)

❀❀❀

Marfat.com

بُخل

اسی ضمن میں ایک برائی بُخل یعنی مال کا وہاں صرف نہ کرنا جہاں اس کی ضرورت ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

''اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے اُنھیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔ عنقریب وہ جس نے بخل کیا تھا، قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔'' (۳:۱۸۰)

پھر وہ بھی ہیں جو دوسروں کو بخل کی ترغیب دیتے ہیں:

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

''جو آپ بخل کریں اور اوروں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو اُنھیں اپنے فضل سے دیا ہے، اسے چھپائیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (۴:۳۷)(۵۷:۲۴)

Marfat.com

ضَلاَل : الضَّآلِّیْنَ

سیدھی راہ سے ہٹ جانے کو ضلالت کہتے ہیں اور یہ ھُدیٰ کے مقابل پر ہے۔

ضَّآلِّیْنَ وہ ہیں جو صراطِ مستقیم سے ہٹ کر افراط و تفریط میں پڑ گئے اور گمراہ ہو گئے۔

"جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے، تو وہی نقصان میں رہے۔" (۷:۷۸)

شروع قرآن میں سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی گئی: "ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب اور نہ بھکے ہوؤں کا (وَلَا الضَّآلِّیْنَ) (۱:۷)

مفسرین نے کہا ہے کہ غضب کا اشارہ یہودیوں کی طرف ہے اور ضلالت کا حوالہ عیسائیوں کی غلطیوں کے لئے ہے۔

قرآن مجید میں ضلالت کی وضاحت مزید فرمائی:

وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱۰۸﴾

"اور جو ایمان کے بدلے کفر لے، وہ ٹھیک راستے سے بہک گیا۔" (۲:۱۰۸)

"اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے، وہ دور کی گمراہی میں پڑا (فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾)" (۴:۱۱۶)

Marfat.com

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

"اور جو نہ مانے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔" (۴:۱۳۶)

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

"اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اُس کے رسول کا، وہ بے شک صریح گمراہی بہکا (ضَلٰلًا مُّبِيْنًا)۔" (۳۳:۳۶)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

"وہ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے"۔ (۴:۱۶۷)

قرآن مجید میں تو فضول گپ شپ، گانے بجانے اور غافل کر دینے والے لہو ولعب کو بھی گمراہی کہا گیا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾

"اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (لَهْوَ الْحَدِيْثِ) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔" (۳۱:۶)

Marfat.com

ضَالِّیْن کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ وہ ہر سنجیدہ بات اور موعظت کو ہنسی مذاق میں اڑا دیتے ہیں۔ اور جب فساد کرنے والوں اور کفار کے ساتھ ملتے ہیں تو کہتے ہیں:

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾

"ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔" (۲:۱۴)

گمراہ لوگوں یا کافروں نے ہر نبی کے ساتھ یہی سلوک کیا:

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٧﴾

"ان کے پاس جو نبی آیا، اس کی ہنسی ہی بنایا کیے۔" (۴۳:۷)

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٠﴾

"ہائے افسوس ان بندوں پر، جب ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔" (۳۶:۳۰)

❀❀❀

Marfat.com

خسارہ: اَلْخٰسِرُوْنَ

گمراہی، کفر، بدعہدی، ہر قسم کی شیطانی حرکتیں، ارتداد اور ہر قسم کی بداعمالی کا نتیجہ خسارہ ہے۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾

''وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، وہی نقصان میں ہیں۔'' (۲:۲۷)

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَھُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾

''اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا، وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہے۔ (مِنَ الْخٰسِرِيْنَ) (۳:۸۵)

امام راغب کے نزدیک خُسر یا خُسران قرآن مجید میں عقل، ایمان اور ثواب کے نقصان پر بولا گیا ہے۔

Marfat.com

خُسران کی دوسری صورتیں: گناہ (اثم) گناہ (ذنب) گناہ (جُنَاح)، خطاکاری، ظنی باتیں کرنا

حق سے روگردانی (اعراض) تردد کرنے والے (الْمُمْتَرِیْنَ) نیز خبث، غفلت، افتراء، غیبت۔

اِثم (گناہ): اٰثِمِیْنَ

پروفیسر ازتسکو نے لکھا ہے: ''اس لفظ کے بنیادی معنی کے بارے میں علماء نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً محیط المحیط میں اس کی یوں تعریف کی گئی ہے کہ یہ ممانعت کی خلاف ورزی کا نام ہے۔ یعنی ایسا کام کرنا جس کی اجازت نہیں ہے۔ مفسر البیضاوی لکھتے ہیں کہ اثم ایسا ذنب ہے جو سزا کا مستوجب ہے (سورہ ۶۹: آیت ۱۲) دوسرے علماء کے نزدیک اثم ایسے ممنوع کام کرنے کو کہتے ہیں جس میں نیت کا شامل ہونا یا نہ ہونا مراد ہو سکتے ہیں۔'' دینی اخلاقیات کے قرآنی مفاہیم (ص ۴۷۳)

پھر لکھا ہے: ''قرآن کریم میں لفظ اِثم کے استعمال کے بارے میں پہلی قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ لفظ عام طور پر احکامی آیات میں مذکور ہے۔''

یعنی معاملات کے ضمن میں مثلاً لین دین کے معاملات، بے انصافی، بیویوں کی حق تلفی، حرمت کی خلاف ورزی، کفر کی بعض صورتیں، افتراء، خطیہ (خطاکاری) وغیرہ۔

ذنب (گناہ) مُذْنِبِیْن

''قرآن کریم میں یہ لفظ بکثرت ایسے گناہوں کے بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے خلاف سرزد ہوتے ہیں۔'' (ص ۴۶۹) مثلاً تکذیب کفر، استکبار، فاحشہ اور ظلم،

Marfat.com

خطیۃ وغیرہ۔

پروفیسر ازتسکو نے اسی ضمن میں جرم کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے "جرم" یقیناً ذنب کا مبہم معنی ہے۔

حرج / جُناح

"یہ دونوں الفاظ اثم کے ہم معنی ہیں اور اکثر قرآن کریم میں احکامی آیات میں استعمال ہوئے ہیں۔ بظاہر اس کا معنی وہ جرم یا گناہ ہے جو سزا کا مستوجب ہے۔" مثلاً نکاح اور طلاق کے معاملے میں زیادتیاں وغیرہ۔

خطا (خطیۃ): اَلْخَاطِعین

خطا کا معنی ہے غلطی کرنا، ارادی طور پر یا غیر ارادی طور پر۔ زلیخا کو اس کا شوہر خطا کاروں میں خیال کرتا ہے۔ (۲۹:۱۲)

یوسفؑ کے بھائی اپنے تئیں خطا کاروں میں خیال کرتے ہیں۔

(۹۷،۹۱:۱۲)

فرعون اور ہامان اپنے سارے گروہ سمیت خطا کار تھے۔ (۸:۲۸)

قرآن کریم میں دعا سکھلائی گئی:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ

"اے رب ہمارے نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں (اَخْطَانا) (۲۸۶:۲)

ظنی بات کرنا (خَرَص): اَلْخَرّٰصُوْنَ

ظنی بات کرنے والے، بے علمی سے اندازوں پر چلنے والے، گمان اور تخمینہ

Marfat.com

سے بات کرنے والے، گویا جھوٹ بولنے والے اور کذاب ان اٹکل پچو لوگوں کو لعنت کا مستحق ٹھہرا دیا گیا ہے۔

"مارے جائیں دل سے تراشنے والے (قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ⑩) (۱۰:۵۱)

اعراض: مُعْرِضُوْنَ

اعراض کے معنی ہیں، حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کر لینا یہودیوں سے اللہ نے نیک کام کرنے کا عہد لیا اور جب انہوں نے اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اللہ فرماتا ہے:

"پھر تم پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے، اور تم روگرداں ہو، (وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ⑧٣)" (۲: ۸۳) یعنی تم نے منہ موڑ لیا۔

"اور ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی بن جائیں (وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ⑦٥) تو جب اللہ انھیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ (وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ⑦٦)(۹: ۷۵: ۷۶)

شک، تردد کرنے والے: اَلْمُمْتَرِيْنَ

مِرْيَه جس سے لفظ اَلْمُمْتَرِيْن ہے، تردد کرنے اور اس تردد کے باوجود جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں۔

"تو اے سُننے والے، تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو (فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ق) بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے۔" (۱۱:۱۷)

Marfat.com

''اے سننے والے، یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے، تو شک والوں میں نہ ہونا (فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾) (۳:۶۰)

خُبث (گندی سوچ اور برے اعمال): اَلْخَبِيْثُوْنَ

ناپاک ذہنیت اور ناپاک عمل خُبث ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾

''تم فرمادو کہ گندا اور ستھرا برابر نہیں، اگرچہ تمہیں گندے کی کثرت بھائے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ۔'' (۵:۱۰۰)

خبث (گندگی) کے مقابلے میں طَیِّب (ستھراپن) ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ

''گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے، وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو وہ کہہ رہے ہیں۔'' (۲۴:۲۶)

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ٍاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾

Marfat.com

"اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اوپر سے
کاٹ دیا گیا اور اب اسے کوئی قیام نہیں۔" (۲۶:۱۴)

غفلت: غٰفِلُوْنَ

کسی بات کا احساس نہ ہونا غفلت ہے، بلکہ بھول چوک بھی اس کی وجہ ہو سکتی ہے۔
جیسے کہتے ہیں "کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا"۔
"وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ، وہی غفلت میں پڑے ہیں۔"

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ①

"لوگوں کا حساب نزدیک ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔" (۲۱:۱)

جھوٹ بنانا (افتراء): مُفْتَرِیْنَ

خاص طور پر اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑ لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس میں شرک بھی شامل ہے۔

"اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا، اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا (فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ⑷⑻) (۴:۴۸)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ⑮

"تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔" (۱۸:۱۵)

سب سے بڑھ کر افتراء یہ ہے کہ کوئی شخص وحی و کشف و الہام اللہ سے پانے کا

Marfat.com

دعویٰ کرے جب کہ وہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے۔ جھوٹے نبی اور جھوٹے ولی اور جھوٹ موٹ کے عالم سب اس گروہ میں شامل ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ

"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے، مجھے وحی ہوئی اور جو کہے، ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا۔" (۶:۹۳)

غیبت (وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

"اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔" (۴۹:۱۲)

Marfat.com

دیگر معائب ونواہی

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

"اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی

Marfat.com

اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔ جو آپ بخل کریں اور اوروں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے ریا ہے، اُسے چھپائیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ قیامت پر، اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو کتنا برا مصاحب ہے۔" (۴:۳۶۔۳۸)

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

"اور وہ جو اللہ کا عہد اُس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا، اُسے قطع کرنے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ بُرا گھر۔ اللہ جس کے لئے چاہے، رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اترا گئے اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر

Marfat.com

کچھ دن فائدہ اُٹھالینا۔" (۱۳:۲۵۔۲۶)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

"مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔ اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ اُن ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم

Marfat.com

ہیں۔ اے ایمان والو، بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی
گمان ہو جاتا ہے۔ اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی
غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا
گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ اور اللہ سے ڈرو (وَاتَّقُوا
اللّٰهَ) بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (اِنَّ
اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾) (۴۹:۱۰۔۱۲)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ
لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا
يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ
اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ
فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

"اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر
بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری
کریں گی اور نہ بدکاری، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ
بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی
موضوع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری

Marfat.com

نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) (۶۰:۱۲)

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾

"اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل۔ بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔ درشت خو، اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔ اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے۔ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں، کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں۔" (۶۸: ۱۰۔۱۵)

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿۲﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

Marfat.com

"بھلا دیکھو جو دین کو جھٹلاتا ہے؟ پھر وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔" (۱۰۷:۱۔۷)

خلاصہ:

بندے بن کر رہو،

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ (اور اللہ کی بندگی کرو)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور اللہ سے ڈرتے رہو)

Marfat.com

(۳) زُمرۂ لَا یَحْزَنُوْن

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لَا یَحْزَنُوْن کر

(اقبال)

Marfat.com

Marfat.com

صحیح عقیدہ اور صحیح عمل

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی
وَالصّٰبِـِٕیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ
عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾ (قرآن مجید ۲:۶۲)

ترجمہ: بے شک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

خوف: آئندہ کا خوف، مستقبل میں پیش آنے والے ممکنہ واقعات کا ڈر۔

حُزن: گزرے ہوئے دنوں میں بعض ناخوش گوار واقعات پر تأسف، ماضی کے فعل و عمل اور حالات پر افسوس اور غم۔

ذکر ہو رہا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جنھیں نہ کوئی آنے والے دنوں کا خوف ہوگا اور نہ گزرے ہوئے زمانے کی باتوں کا غم۔

اگرچہ مفسرین نے عام طور پر یہ مضمون آخرت یا قیامت کے ساتھ متعلق بتایا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اسے اس دنیا کے خوف اور غم کے معنوں میں بھی لیا جا

Marfat.com

سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک بات واضح ہے کہ یہ دین دار لوگ ہیں اور اپنی فلاح دین کی پیروی میں ڈھونڈتے ہیں۔

چنانچہ مثال کے طور پر ان کی خوف اور غم سے نجات کو دینی عمل سے وابستہ کرتے ہوئے اُس دور کے مروّج مذاہب کا نام لیا گیا ہے۔ ایک تو وہ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں یعنی مسلمان، دوسرے یہودی، نصاریٰ اور صابی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو موسیٰؑ کی شریعت کی پیروی کر رہے ہیں یا عیسیٰؑ کی تعلیمات کی روشنی میں عمل کر رہے ہیں، یا پھر صابئین ہیں جنھیں بعض محققین تو ستارہ پرست کہتے ہیں مگر بعض نے انھیں عیسائیوں کا ایک فرقہ قرار دیا ہے اور انھیں اہل کتاب کہا ہے۔

اب ان پر دو شرائط عائد کر دی گئی ہیں کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں۔

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر عمل میں صدق و اخلاص پیدا نہیں ہو سکتا اس کے بغیر آدمی کسی نہ کسی حرص اور غرض کو سامنے رکھ کر عمل کی طرف مائل ہوتا ہے۔ عمل صالح وہی نیک کام ہیں جو اس ایمان کی روشنی میں نیک طے پاتے ہیں۔

بعض پڑھے لکھے لوگوں کی طبیعت اس آزادی کی طرف مائل ہوئی کہ یہاں شاید اسلام پر ایمان لانے کو لازم قرار نہیں دیا گیا ہے یا مذکورہ مذاہب کو جیسے کہ وہ ہیں قبول کر لیا گیا ہے اور وہ اگر ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت اور عمل صالح پر کاربند ہیں تو بس وہ بھی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کے زمرے میں آ

Marfat.com

جاتے ہیں۔

لیکن نہیں، اس طرح کی آزاد خیالی کی یہاں گنجائش اس لئے نہیں ہے کہ ان میں سے کسی مذہب (یہودی، عیسائی، اور صابی و دیگر مسالک) میں اللہ پر ایمان کسی نہ کسی طرح شرک سے خالی نہیں ہے اور اسی طرح آخرت پر ایمان بھی ان کے آخرت کے اپنے تصور سے متعلق ہو کر کمزور یا باطل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جیسا کہ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر ان عقائد کو محمد رسول اللہؐ کے دین کے سیاق و سباق میں ہی صحیح سمجھا گیا ہے، اس لئے سیدھا سادھا مطلب اس کا یہی لیا جائے گا کہ اگر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت کو مانتے ہیں اور پھر اس طرح عمل صالح بجالاتے ہیں جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں واجب اور صحیح قرار دیا ہے تو پھر وہ دین و دنیا میں خوف اور غم سے نجات پا گئے۔

عمل صالح کی بات ہو رہی ہے تو دیکھ لیجئے، آج کل یہودیوں اور عیسائیوں میں اس طرح غلط طور پر عملی رجحانات نے جنم لیا ہے کہ ان کے اعمال غیر مفید اور فضول رسوم و رواج اور ہر قسم کی کج روی کے مترادف ہو کے رہ گئے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی کسی تأسف اور حسرت اور خوف کے امراض سے بچنا چاہتا ہے تو انہیں اسلام کی صحیح اور قابل عمل اخلاقی و روحانی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا۔

گویا اس آیت میں خوف اور غم کی بیماریوں سے بچنے کے لئے دو باتیں واضح کر دی گئیں کہ ایک تو اعتقاد صحیح رکھا جائے کیونکہ ہر آدمی کے اعمال اس کے مابعد الطبیعاتی عقائد کی روشنی میں رو پذیر ہوتے ہیں خواہ وہ کوئی کم پڑھا لکھا شخص ہو یا

Marfat.com

اعلیٰ پایہ کا ادیب اور فلاسفر، اس کے مابعد الطبیعاتی عقائد پر بہر صورت اس کے خیال و عمل کی اہمیت کا انحصار رہے گا۔

اعمال صالح وہی ہیں جن کا مصدر (وحی نبویؐ) وہی ہے جہاں سے مابعد الطبیعاتی عقائد انسان کو ملے۔ اگر یہ دونوں مؤثر طور پر کسی انسان کے کردار کو تشکیل دیتے ہیں تو پھر وہ جو کچھ کرے گا، نہ وہ کسی کردہ نا کردہ پر پچھتائے گا اور نہ ہی اسے کسی نا معلوم مستقبل کا ڈر ہوگا۔

اسی مضمون کی آیت سورہ مائدہ میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾

"بے شک وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اسی طرح یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی، ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔" (٥:٦٩)

اہلِ کتاب کے ذکر کے سیاق و سباق میں معیارِ نجات یہی قرار دیا جا رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق اللہ اور یومِ آخرت پر صحیح طور پر ایمان رکھو اور اعمال صالح بجالاؤ۔ تو دنیا و آخرت میں خوف اور غم سے نجات پاؤ گے۔

❀❀❀

Marfat.com

ہدایت کی پیروی

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴿۳۸﴾ (قرآن مجید ۲:۳۸)

ترجمہ: ہم نے فرمایا: تم سب جنت سے اتر جاؤ، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا، انھیں نہ کوئی اندیشہ نہ کوئی غم۔

ہدایت: انبیاءؑ کی رہنمائی جو وحی کی روشنی میں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ہدایت میں یہ مفہوم بھی موجود ہے کہ وہ ایسی رہنمائی ہے جو انسان کو اس کے ارتقاء میں اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ یعنی انسانی کردار یا شخصیت کی تکمیل بھی ہدایت نبویؐ کے ذریعہ سے ہی ہوتی ہے۔

خوف اور حزن سے وہی آدمی نجات پا سکتا ہے جو مذہبی عقیدہ کا حامل ہو۔ کیونکہ آدمؑ اور بنی آدم کو زمین پر اترتے ہی بتا دیا گیا کہ ایک جنت تو تم نے کھو دی مگر اس زمین کو تم اپنے لئے جنت بنا سکتے ہو بشرطیکہ ہماری ہدایت پر چلو۔ یہ گویا اللہ کا احسان ہے اپنی مخلوق نوع انسان پر کہ ان کو آخری موقعہ دیا گیا۔ اللہ نے ان کے لئے تنبیہ اور ہدایت کا ایک پورا نظام قائم کر دیا۔ پیغمبر مبعوث ہوں گے جو چُنے ہوئے لوگ

Marfat.com

ہوں گے، وہ اپنے اپنے دور میں اللہ کی ہدایت کو لوگوں تک پہنچائیں گے۔ فرشتے ان تک یہ ہدایت بذریعہ وحی پیغمبروں کو پہنچائیں گے اور وہ آگے اس کا ابلاغ کریں گے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ انسان اپنی ہدایت کے لیے کوئی قانون نہیں بنا سکتے۔ اگر بنائیں گے تو اس میں کئی قسم کی خامیاں ہوں گی۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو قومیں بذریعہ وحی نازل شدہ احکام کو نظر انداز کر کے محض غلطی اور درستی کے آزمائشی تجربوں کو دیکھ کر قانون بنا رہی ہیں وہ انسان کو اوپر اٹھانے کی بجائے پستیوں میں دھنسا رہی ہیں۔

رسالت کا پھر اپنا نظام ہے۔ اب رسالت اور نبوت کا باب بند ہو چکا۔ آخری وحی کے ذریعہ سیاسی، ثقافتی، اخلاقی اور روحانی قوانین دیے جا چکے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسلامی تعلیم کے اصولوں کے مطابق عمل ہو گا تو پھر کسی نقصان کا اندیشہ نہیں۔ نہ تو یہاں ڈر اور غم ہو گا نہ ہی وہاں۔

❁❁❁

Marfat.com

خودسپردگی

بَلٰی ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ
عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

(قرآن مجید ۲:۱۱۲)

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں، جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ کے لئے اور وہ نیکو کار ہے تو اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس ہے اور اُنھیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

اَسۡلَمَ: منہ جھکا دیا، سپرد کر دیا۔

وَجۡہَہٗ: منہ، ذات، خود اپنا آپ

مُحۡسِنٌ: احسان کرنے والا، نیکو کار، مخلص

جب ہم قرآن کریم کے حوالہ سے بات کر رہے ہیں تو ظاہر ہے، مذہب اسلام کے حوالہ سے بیان ہو رہا ہے۔ اسلام کے اصلی معنی اللہ کے احکام کے آگے سر جھکا دینے کے ہیں جسے انگلش میں self-surrender کہتے ہیں یعنی مکمل طور پر اپنے تئیں اللہ کے حوالے کر دینا۔ جیسے ایک ماننے والا اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہو کہ یا اللہ، اب میری مرضی ختم ہوئی، اب میں وہی کچھ کروں گا، جو تیری مرضی ہو!

Marfat.com

اس لحاظ سے خود سپردگی ایک عزم ہے، نیت ہے اور رویّہ ہے۔ بندے کا رویّہ یہ ہو اور پھر وہ مُحسِن ہو، محسن کے معنوں میں نیکوکاری، اخلاصِ عمل اور خدمت گزاری (احسان) سب کچھ آ گیا۔ تو جو بندہ اس طرح ایمان و عمل میں اس پوائنٹ پہ آ جائے تو پھر ایک اور اہم بات اس کو ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ سب کچھ کر لینے کے بدلہ میں وہ کسی اجر یا انعام کے پیچھے مت پڑے۔ اب ایسا شخص نبیوں اور ولیوں کے حلقے میں کھڑا ہے جہاں ہر نبی علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ میں جو تم سب کے سامنے موجود تمہاری بھلائی کی باتیں کر رہا ہوں، خود نیک عمل کر رہا ہوں اور تم سب کو نیک عمل کی تلقین کر رہا ہوں تو میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ (اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ)۔

ایسا ہی ایک خدمت گذار نیکوکار مخلص بندہ جب اللہ کے احکام کی اس طرح متابعت شروع کر دیتا ہے کہ اس کے بدلے میں کسی مخلوق سے کسی انعام کی توقع نہیں رکھتا تو وہ گویا سلامتی کے گھر میں آ گیا جہاں اسے نہ کوئی ڈر ہے اور نہ کوئی غم۔ جب سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے تو سب اچھا ہے۔ دنیا میں بھی ایسا ہی رہے گا اور آخرت میں بھی یہی چلن ہو گا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

Marfat.com

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(قرآن مجید ۲:۲۶۲)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر اپنے دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں۔ ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے، اور انھیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے مراد ہر قسم کے صدقات اور خیراتی کام ہیں۔ کسی ایک فرد کو یا کسی ایک گھر میں دیں یا کسی ادارے کو دیں، یہ سب انفاق فی سبیل اللہ میں شامل ہیں۔ دو شرطیں لگا دی گئی ہیں کہ جب خیرات دے دی تو پھر کسی پر احسان نہ جتلاتے پھریں اور نہ ہی ہر کسی کو بتا کر خیرات وصول کرنے والے بندے کے لئے اذیت کا باعث بنیں۔ اس صورت میں آپ کو نہ کچھ ڈر ہو گا نہ کوئی غم۔ بلکہ دل کو ایک اطمینان ہو گا کہ میرا مال کسی کے کام آ گیا۔ مال خیرات کرنے میں جب بند مُٹھی کھلتی ہے تو دل بھی کھل جاتا ہے۔ یوں دل میں جو ایک خشونت اور سختی پیدا ہو جاتی ہے، وہ دل کے کھلنے سے جاتی رہتی ہے۔

Marfat.com

اس طور پر خرچ کرنے کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں فی سبیل اللہ خرچ کرنے کو کہا جا رہا تھا تو اُس دور میں جہاد کے اخراجات کی مدّ سب سے زیادہ اہم تھی، یہ درست ہے۔ مگر انفاق فی سبیل اللہ کو اُسی مد میں ہی محدود کرنا غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد ہر قسم کا صدقہ وخیرات ہے: جہاد اور قومی خدمت سے لے کر کسی بیوہ، یتیم یا نادار شخص کی امداد تک۔

اس آیت کو پڑھتے ہوئے اس کے ساتھ اگلی اور پچھلی آیتوں کو ضرور پڑھ لینا چاہیے۔

اس سے پہلے کی آیت یہ ہے:

"ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں
اُس دانہ کی طرح ہے جس نے اوگائیں سات بالیں۔ ہر بال میں
سو دانے: اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے
چاہے اور اللہ وُسعت والا، علم والا ہے۔" (۲:۱۶۱)

یہاں خیرات کی ترغیب دیتے ہوئے مال میں برکت کا وعدہ بھی کر دیا گیا بلکہ اُس سُنتِ الٰہی کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ خیرات وصدقات ادا کرنے سے مال بڑھتا ہے۔ اور اللہ کو اس کا علم ہے کہ وہ علیم (علم والا) ہے اور ایسے لوگوں کے مال بڑھنے کی کوئی حد نہیں یعنی بہت برکت ہوگی کہ اللہ واسع (وسعت والا) ہے۔

اس کے معاً بعد کی آیت ہے:

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ

Marfat.com

اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝

''اچھی بات کہنا اور درگذر کرنا اُس خیرات سے بہتر ہے، جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پروا، علم والا ہے۔'' (۲:۲۶۳)

یہ بات اس ضمن میں کہی جا رہی ہے کہ خیرات میں ریا کاری یا ایذا رسانی نہیں ہونی چاہیے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ کسی کو شائستگی کے ساتھ کوئی بات کہہ دو اور در گذر کرو۔

اس بات کی بار بار تاکید کی جا رہی ہے کہ جب تم نے خیرات دے دی تو بس اپنے اس نیک کام کو گویا بھول جاؤ۔ یہ رقم تم نے گویا اللہ کی راہ میں کیا دی، اللہ کو ہی دے دی۔ اب اس کا اَجر خود اُسی کے ذمہ ہے۔ یعنی وہ تمہیں اِس کا اجر ضرور دے گا اور اس میں برکت الگ ہوگی۔ ایسے میں تمہیں دنیا و آخرت میں ڈر اور دنیا کے غم سے نجات ملے گی۔

❁❁❁

Marfat.com

مال کی خیرات، ہر موقع پر ہر حال میں

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ (قرآن مجید ۲:۲۷۴)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر۔ ان کے لئے ان کا نیک (انعام) اُن کے رب کے پاس، ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

سود کو حرام قرار دینے سے پہلے ایک بار پھر اللہ تعالیٰ صدقہ و خیرات دینے کی ترغیب دے رہا ہے۔ مال کی خیرات دو، رات اور دن، چھپے اور ظاہر اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔

اس آیت سے پہلے یہ بھی بتا دیا ہے کہ خیرات دینے میں کن لوگوں کا خیال رکھو۔ فرمایا:

لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ۫ یَحۡسَبُھُمُ الۡجَاھِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُھُمۡ بِسِیۡمٰھُمۡ ۚ لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۷۳﴾

''اُن فقیروں کے لئے جو راہِ خدا میں روکے گئے، زمین میں چل نہیں سکتے۔ نادان اُنھیں تو نگر سمجھے، بچنے کا سبب۔ تُو اُنھیں

Marfat.com

صورت سے پہچان لے گا، لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا
پڑے، اور تم جو خیرات کرو، اللہ اُسے جانتا ہے۔"

(قرآن مجید ۲: ۲۷۳)

آیت میں "راہِ خدا میں روکے گئے" سے مراد دراصل مجاہدین ہیں۔ لیکن مفسرین نے اُن تمام لوگوں کو شامل کیا ہے جو دین کا کام کر رہے ہوں اور ان کو کمانے کی فرصت ہے نہ استطاعت۔ اس زُمرے میں خانقاہوں کے صوفی درویش اور علماء دین اور ان کے طالب علم سب شامل ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو دیکھ کر ہی آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ضرورت مند ہیں مگر لپٹ کر نہیں مانگتے، ایسے لوگوں کو خیرات و صدقات کے معاملے میں اہمیت دینی چاہیے۔

خیرات دیتے ہوئے کئی روایات میں پوشیدگی پر زور دیا گیا ہے کہ اس سے ریا کا خطرہ نہیں رہتا لیکن بعض صدقات کھلم کھلا بھی دینے پڑتے ہیں تو دونوں صورتوں میں اصل کام تو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا یعنی دینا ہے، سو دونوں طرح سے دو۔

اس میں ایک نکتہ والی بات یہ ہے کہ مال دینے اور مالی امداد کرنے سے دل کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار ہو کر رو پذیر ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ دینی حلقوں سے ہٹ کر، فوق الفطرت کام کرنے والے عاملین کو اگر وہ فاسق فاجر نہ ہوں، دیکھا گیا ہے کہ ان کی ایک صفت فیاضی کی ہوتی ہے۔ فیاضی میں دل کے دروازے دریچے کھل جاتے ہیں اور تازہ ہوا اندر آنے سے اندرونی قویٰ کو قوت مل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے لوگ ہاتھ کے کُھلے ہوتے ہیں۔ جب ہاتھ کُھلتے ہیں تو دل کُھلتا ہے اور باطنی صلاحیتیں کھلتی ہیں۔

اس طرح کی تمام صورتوں میں مال خرچ کرنے والے اس دنیا میں بھی جب اطمینان پاتے ہیں تو اُن کو کوئی اندیشہ رہتا ہے نہ غم، قیامت میں تو ایسا ہو گا ہی مگر صدقہ و خیرات کرنے والے اس کا یہیں مشاہدہ و تجربہ کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

ایمان، اعمال صالح، نماز اور زکوٰۃ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۷﴾ (قرآن مجید ۲:۲۷۷)

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی، ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے، اور نہ اُنھیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

صدقات و خیرات کے فوائد و برکات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے سُود کی خرابیاں بیان فرمائیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ صدقات سے مال کم ہوتا ہے اور سود کے ذریعہ بڑھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خیرات دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور سود لینے کے ساتھ لعنت اترتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سود لینے کے پیچھے جو تحریک کام کر رہی ہے وہ مال کی حرص ہے۔ جسے یہ حرص ہوگئی، وہ دین و دنیا کے کام سے گیا، ایسا شخص، رات دن روپے پیسے گننے میں لگا رہتا ہے۔ وہ دن کا چین اور رات کا آرام قربان کرتا ہے اور خوف اور حزن میں مبتلا رہتا ہے۔ خوف یہ کہ مال کہیں ہاتھ سے نکل نہ جائے اور حزن یہ کہ کون سا موقع کہیں سے مال ہتھیانے کا رہ گیا۔

اس آیت میں حقیقت بیان فرمائی گئی کہ مال و دولت کمانے اور جمع کرنے

Marfat.com

کی دُھن سرے سے غلط ہے۔ چنانچہ صوفیاء کرام نے تو اس قسم کے خبط کی سخت مذمت فرمائی۔ اگر بندہ اس زندگی میں خیر چاہتا ہے اور آخرت کے لئے نجات کا خواہش مند ہے تو اُسے چاہیے کہ یہ اصول اپنا لے:

۱۔ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت

۲۔ نیک کام

۳۔ اللہ کی عبادت ۔ نماز

۴۔ صدقات ۔ زکوۃ

مطلب یہ ہے کہ اصل اہمیت زندگی میں اِن اصول و اعمال کی ہے۔ معاشی بہتری کے لئے جائز قاعدے قانون بتا دیئے گئے ہیں۔ ان کے مطابق کمائی کی جائے مگر اطمینان ملے گا صرف ایمان سے، نیک کاموں سے، نماز قائم کرنے سے اور زکوۃ سے۔ گویا دنیا میں رہ کر دنیا داری میں مشغول رہ کر بھی دھیان اللہ کی جانب رہے تب بندے کو نہ کوئی خوف رہے گا نہ غم۔ اطمینان سے زندگی گذرے گی۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

❀❀❀

Marfat.com

شہداء

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ
اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا
بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ (قرآن مجید ۳:۱۷۰)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ہرگز اُنھیں مردہ خیال نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں اُس پر جو اللہ نے اُنھیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

شہداء کی زندگی کی بات ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے قرآن مجید میں بیان ہو چکا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ
اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

"اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، اُنھیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ

Marfat.com

ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔" (۲:۱۵۴)

"ہرگز اُنھیں مردہ خیال نہ کرنا" کیونکہ اُنھیں عالم برزخ میں ایک امتیازی زندگی حاصل ہے۔ وہ لوگ جو اس زندگی کی بات کو محاورۃً لیتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ اس کا مطلب ہے، ان کا جان دینا ناکام نہیں تھا بلکہ وہ مر کر سرخرو ہوئے۔ پھر کچھ لوگ ہیں جو اسے روحانی جسمانی زندگی دونوں سمجھتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ کہیں کسی شہید کی قبر کھل گئی تو اُس کا جسد محفوظ تھا اور زخموں سے خون رس رہا تھا۔

کسی سچائی کے تحفظ کی کوشش میں جان دینے والا شہید کہلاتا ہے۔ گویا وہ اپنی جان کی قربانی دے کر ثابت کر دیتا ہے کہ یہ سچائی کس قدر اعلیٰ وارفع ہے، اس کی حفاظت میں جان دینا ایک بہت بڑی شہادت ہے کہ یہ واقعی سچ ہے۔

جب صحابۂ کرامؓ جہاد کے لئے نکلتے تھے تو اُنھیں نہ موت کا خوف ہوتا تھا نہ شہادت کی صورت میں اپنے پسماندگان کے بارے میں کچھ غم۔ پھر جو شہید ہوتے تھے وہ اپنے بعد میں آنے والے ساتھیوں کے بارے میں بھی بے فکر ہو جاتے تھے کہ یہاں جب وہ آئیں گے تو گویا ہماری طرح ہی زندہ رہیں گے اور ان کا رزق ان کو ملے گا۔

یہ اُس دور کی بات ہے جب مسلمان جنگوں اور لڑائیوں کے خطرات میں گھرے ہوئے تھے۔ مگر اُس حال میں بھی اُنھیں وحی الٰہی کی روشنی میں اللہ کے وعدوں پر اس قدر یقین تھا کہ اُنھیں نہ کچھ ڈر تھا، نہ غم۔

❀❀❀

Marfat.com

ایمان و عمل

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ
فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ (قرآن مجید ۶:۴۸)

ترجمہ: اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے تو جو ایمان لائے اور سنورے، ان کو نہ کچھ اندیشہ، نہ کچھ غم۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کی مراد حاصل کرنے کے لئے اتباع رسالت ضروری ہے۔ جب تک وحی الٰہی کی روشنی میں نبیؑ کی تعلیم پر عمل نہیں کیا جائے گا، انسان خوف و حزن سے مغلوب رہے گا۔

بتایا گیا کہ مرسلین کا مقصد کیا ہے، یہی کہ وہ انسان کو خوف و حزن سے نکل کر کمالات انسانی کے حصول کی خوشخبری دیتے ہیں اور جہالت و بہیمیت کے نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے warn کرتے ہیں۔ لہٰذا رسولوں کی اتباع کی جائے۔ صرف دو شرائط ہیں۔

۱۔ ایمان جس کا تعلق قلب سے ہے، اور مکمل ایمان ہونا چاہیے۔

۲۔ اصلاحِ عمل، ظاہری طور پر انسان اپنے آپ کو سنوارے اور پھر دنیاوی زندگی میں عمل پذیر ہو۔

اس طرح اگر وہ زندگی بسر کرے گا تو پھر ہر قسم کی نفسیاتی بیماریاں دور ہو جائیں گی، نہ ماضی پر حسرت و غم اور نہ مستقبل کا ڈر اور خوف۔

Marfat.com

Total Surrender to GOD

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (قرآن مجید ۷:۳۵)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد، اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں، میری آیتیں پڑھتے، تو جو پرہیزگاری کرے اور سنورے تو اُس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم۔

دین و مذہب کی اہمیت اس قدر ہے کہ زندگی گزارنے کا ڈھنگ سوائے اس کے کچھ اور نہیں کہ نبیوں کی تعلیم کو من وعَن قبول کر لیا جائے۔ آج کے دور کے انسان کی سائیکی خواہ اس پر آمادہ ہو یا نہ ہو مگر حالات کے شدید دباؤ میں خوف اور غم سے نجات کے لئے تسلیم و رضا ہی لازم ہے انگریزی کے الفاظ میں اس کا خلاصہ یہی ہے:

Total Surrender to God, (اللہ کی مکمل فرماں برداری)

submission (اطاعت)

اس ضمن میں بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ اولادِ آدم کی فطرت میں یہ بات رکھ دی گئی کہ اگر نبیوں کی اطاعت کرو گے تو دُنیا کے دکھوں سے نجات پاؤ گے۔ خدا نے ہدایت اپنے ذمہ لے لی۔ اس لئے یہاں کی زندگی کے سارے قاعدے اور اصول اللہ ہی بتائے گا اور اللہ نے نبوت و رسالت کا ایک نظام قائم کر دیا کہ اللہ اپنے چُنے

Marfat.com

ہوئے بعض لوگوں کو وحی کرے گا۔ اُس میں روحانی اور اخلاقی زندگی کی ساری تعلیمات مفصل ہوں گی۔ کوئی بھی آدمی خواہ وہ کتنا ہی بڑا مفکر ہو، خود سے کچھ قاعدے بناتا رہے گا تو وہ کسی نہ کسی پہلو سے نامکمل رہ جائیں گے۔ صرف اللہ کی تعلیم کے اصول جو اللہ نبیوں کے ذریعہ بتائے گا، وہی مکمل اور قابل عمل ہوں گے۔

اِن انبیاء کی تعلیم کی عملی اہمیت بھی بتادی گئی:

تقویٰ: مسلسل پرہیز گاری

اصلاح: مسلسل اصلاحِ عمل بذریعہ تزکیہ وتہذیب

جب تک اس دنیا میں ہیں، ہدایت پر عمل پیرا رہیں، اللہ سے ڈر کر احتیاط سے زندگی گزاریں۔ ہر اُس صورت حال سے بچ کر رہیں جس میں ادھر ادھر بھٹک جانے کا اندیشہ ہو۔ ہر کام کو سنوار کر کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ مرتے دم تک کہ ہر کام درست اور خوبصورت طریقے سے کرتے رہیں۔ ہر عمل میں اصلاح پذیر رہیں۔ پھر یہ ہوگا کہ عمل میں افراط وتفریط بھی نہ رہے گی اور ہر کام سیدھے سبھاؤ ہوتا رہے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ دل میں تسلی رہے گی اور ذہن میں اطمینان۔ اس آیت میں کہیں بھی آخرت کی زندگی کے لئے ہی ایسی حالت کی تاکید نظر نہیں آتی۔ جب تقویٰ اور اصلاحِ عمل اس زندگی کی باتیں ہیں تو پھر ان کا نتیجہ بھی سب سے پہلے اسی زندگی میں محسوس ہوگا۔ آخرت میں تو ایسا ہوگا ہی سہی مگر اس کا اولیں فائدہ اسی چندروزہ زندگی میں ظاہر ہوگا۔

یہاں بھی جو ایک الوالعزم رسول کو اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے: "اَسۡلِمۡ" (فرماں بردار ہو جا) تو وہ اسی دنیا کی زندگی کے احکام کی اطاعت کے بارے میں حکم دے رہا ہے۔ اور رسول جواب دیتا ہے: اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○

(میں رَبِّ کائنات کا فرماں بردار ہو گیا)

Marfat.com

ایمان اور تقویٰ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: سُن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے، پرہیزگاری کرتے ہیں۔ اُنھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

پہلی آیت صوفیوں اور درویشوں کے حلقوں میں بہت دہرائی گئی ہے۔ وہ لوگ جو خوف اور غم سے نجات پا جاتے ہیں، اولیاء اللہ ہیں۔ اور اولیاء اللہ کا لقب یا منصب عام طور پر بلند مرتبہ صوفیوں اور درویشوں سے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ''ولایت کی دو قسمیں ہیں، عام اور خاص۔ ولایت عامہ تمام ایمان واسلام وعمل والوں کے لیے ہے۔'' ولایت خاصہ مراتب عالیہ کے ساتھ مختص ہے اور شرح اُس کی یہ ہے: ''کہ حق تعالیٰ اپنے بندہ پر اپنے اسماء وصفات بطور علم ویقین کے ظاہر فرما کر اُسے ان کے ذریعہ تاثرات وتصرفات کی قوت عطا فرما دے۔''

شاہ محمد ذوقیؒ فرماتے ہیں:

''ولایت خاصہ میں بھی دو انواع ہیں: وَلَایت اور وِلَایت

Marfat.com

وَلاَ یَت (بہ فتح واوَ) سے مراد وہ ولایت ہے جس میں بندہ کو حق تعالیٰ کی جانب سے وہ تصرفات عطا ہوتے ہیں جن سے طلب الٰہی کی استعداد رکھنے والوں پر اثرات ڈالے جاتے ہیں اور سالکانِ راہ طریقت کو مقاماتِ قرب تک پہنچایا جاتا ہے۔

''وِلاَ یَت (بکسرِ واوَ) سے مراد وہ ولایت ہے جس میں تصرفات ہوتے ہیں جو خلق میں مقبولیت کا باعث ہوں۔ مثلاً خوارق وتصرفات تکوینی۔

''بعض حضرات کو ان دو میں سے ایک ہی قسم کی ولایت نصیب ہوتی ہے اور بعض کو دونوں اقسام کی۔ ان میں سے بعض میں غلبہ ایک کو دوسرے پر رہتا ہے اور بعض میں دونوں قوتیں مساوی ہوتی ہیں۔''

(سِرِّ دلبراں، شاہ محمد ذوقیؒ، کراچی، ص ۳۱۶۔ ۳۱۷)

ولایت عامہ وخاصہ یا وَلایت و وِلایت کے کسی مفہوم میں کوئی بھی ولی ہو، اللہ اُسے گناہوں سے اور خطاؤں کے نتائج سے محفوظ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء اللہ میں دو بنیادی شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ ایمان والے لوگ ہیں، خوف اور غم سے نجات کے ضمن میں یہ بات قرآن مجید میں بار بار دہرائی جارہی ہے کہ دین داری ان کی بنیادی صفت ہے۔ وہ ہر ہدایت نبی کی تعلیم سے لیتے ہیں۔ اور اب جب کہ آخری وحی کے ذریعہ شریعت محمدیہ کا مقام طے ہوگیا تو بس ہر دین دار پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا فرض ہوا اور ہر حکم اُنھی سے لینا لازم قرار پایا۔

دوسری شرط تقویٰ ہے جو عمل سے متعلق ہے۔ اس کا لفظی معنی تو بچاؤ یا حفاظت ہے مگر شریعت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان چیزوں سے بھی بچا جائے جو کسی وقت بھی برائی کی طرف لے جاسکتی ہیں۔ اسی لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مخدوش راستے پر چلتے

Marfat.com

ہوئے کپڑوں کو کانٹوں یا جھاڑ جھنکار میں الجھنے سے بچا کر گذر جانا تقویٰ ہے۔

یوں دیکھا جائے تو گناہوں اور چھوٹی یا بڑی خطاؤں سے بچ کر زندگی گزارنا تقویٰ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کرتا ہے، وہ مُتقی ہے۔

جیسے دوسری آیات میں فرمایا گیا ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ رکھنے والے لوگ ہر قسم کی نفسیاتی بیماریوں اور الجھنوں سے محفوظ رہتے ہیں، یہاں بھی وہی بات تاکید کے ساتھ کہی جا رہی ہے۔

ان لوگوں کو دنیا و آخرت میں کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ یعنی خوف اور غم سے نجات کے علاوہ بھی وہ کئی برکتوں کے وارث ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ ”اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہو سکتیں“، یعنی یہ وعدہ پکا ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى: ایک حدیث کی رو سے رویائے، الہامات اور کشوف کو بھی بشارات کہا گیا ہے۔ جب ولیوں کا اللہ سے قُرب کا ایک ایسا تعلق قائم ہو جاتا ہے تو پھر اُنھیں مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ سے نوازا جاتا ہے۔ اللہ ان کی وجدانی قوتیں بیدار کر دیتا ہے اور وہ اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور وہاں سے اُنھیں بشارات ملتی ہیں۔ جب قرب کی ایسی کیفیت حاصل ہو جائے تو پھر کاہے کا اندیشہ اور کاہے کا غم۔

اس طرح کے حال و مقام کو پہنچنا فوزِ عظیم (بہت بڑی کامیابی) ہے۔

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾

”اور اللہ بچائے گا، پرہیز گاروں کو ان کی نجات کی جگہ پر اُنھیں عذاب چھوئے اور نہ اُنھیں غم ہو۔“ (۳۹:۶۱)

Marfat.com

No evil there

وَيُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ (قرآن مجید، ۳۹:۶۱)

ترجمہ: اور اللہ بچائے گا پرہیز گاروں کو ان کو نجات کی جگہ، نہ اُنھیں عذاب چھوئے اور نہ اُنھیں غم ہو۔ (امام احمد رضا خان بریلوی)

اور بچائے گا اللہ ان کو جو ڈرتے رہے ان کے بچاؤ کی جگہ۔

(مولانا محمود الحسنؒ)

جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو سلامتی اور عافیت کے ساتھ بھلائی کے حصول میں کامیابی عطا کرتا ہے۔ پھر اُن کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ کوئی برائی evil ان کے نزدیک نہیں آ سکتی۔ پچھلی مذکورہ آیات میں خوف سے نجات کا ذکر تھا مگر یہاں اللہ تعالیٰ وعدہ کر رہا ہے کہ کوئی برائی ان سے چھو کر بھی نہ گذرے گی اور ان کو کوئی غم نہ ہوگا۔ یہ حال اور مقام صرف آخرت کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، بلکہ اسی دنیا میں وہ اس نجات کے ثمرات سے مستفید ہوں گے۔

آدمی دنیا میں جن حالات سے گذر رہا ہوتا ہے تو بعض اوقات اُسے گمان ہو سکتا ہے کہ شاید وہ اِس حال کو پہنچ سکے گا یا نہیں تو اس کے لئے اگلی آیات میں بڑی تاکید کے ساتھ واضح طور پر فرمایا:

Marfat.com

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ؗ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ
مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے اُسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔ اور جنھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا، وہی نقصان میں ہیں۔'' (۳۹: ۶۲، ۶۳)

بہر صورت احکام الٰہی کی تابعداری ضروری ہے اور پھر نجات ہے اور برائی یا نقصان کا تو کچھ اندیشہ ہی نہیں۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا مالک اللہ ہے۔ اس کی طرف سے انعام البتہ ملے گا۔

❁❁❁

Marfat.com

استقامت

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ (قرآن مجید ۴۶:۱۳)

ترجمہ: بے شک وہ جنھوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر ثابت قدم رہے، نہ اُن پر خوف ہے، نہ اُن کو غم۔

وہ لوگ جو ''زمرہ لَا یَحْزَنُوْن'' میں شامل ہیں، اُن کی ایک اور صفت بیان کی گئی ہے۔ اور وہ ہے استقامت یعنی صراط مستقیم پر قائم رہنا۔ یہ بات عقیدہ وعمل دونوں سے متعلق ہے، عقیدہ پر استقامت اور اُس کے مطابق عمل میں استقلال۔ حالات اگر ابتر ہوں تو بعض اوقات انسان تذبذب میں پڑ جاتا ہے اور اُس کے عمل میں استقلال نہیں رہتا۔ یہ صورت استقامت کا الٹ ہے۔ استقامت وہی ہے جو صحابہؓ نے دکھائی اور اِس کے بعد نیک لوگوں کے عقیدہ وعمل میں دیکھی گئی۔ بس ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ غم۔

اہلِ استقامت کی ایک اور جگہ تعریف فرمائی اور خوف وغم سے نجات اور بشارت کا ذکر فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

Marfat.com

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾

"بے شک وہ جنھوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اُس پر قائم رہے۔ اُن پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ اور خوش ہو اُس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔" (۳۰:۴۱)

گویا دنیا میں غیبی قوتیں اہل استقامت کی معاون رہتی ہیں اور ان کی ڈھارس بندھاتی ہیں اور مدد کرتی ہیں۔

پھر فرمایا:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾

"بس اسی لئے بلاؤ اور ثابت قدم رہو (استقامت اختیار کرو) اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اُس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری، اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں، اللہ ہمارا تمہارا سب کا رب ہے، ہمارے لئے ہمارا عمل، اور تمہارے لئے تمہارا کیا، کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں، اللہ سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔ (۱۵:۴۲)

اب وہ حکم سُنیے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس

Marfat.com

ذمہ داری کے احساس نے مجھے بوڑھا کر دیا:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْاؕ
إِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٢﴾

”تو قائم رہو (استقامت اختیار کرو) جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو، سرکشی اختیار نہ کرو، بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔“ (١١:١١٢)

❀❀❀

Marfat.com